ماھنامہ

دعوتِ اہلِ سنّت

شمارہ نمبر 11

ڈیجیٹل ایڈیشن

جولائی 2026ء/محرم الحرام 1448ھ

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

پاسبان اہل سنت وجماعت پاکستان

ماهنامہ

دعوتِ اہلِ سنّت

جولائی 2026ء / محرم الحرام 1448ھ

بہ فیضانِ نظر

فرید الدہر، وحید العصر، حجۃ الخلف، تاج المحققین، سراج المدققین،
خاتمۃ الفقہاء والمحدثین، سلطان العلماء المتبحرین، برہان الفضلاء المصدرین،
بحر العلوم، کاشف السر المکتوم، زین العرب والعجم، مفیض الکمالات الربانیۃ علی العالم،
اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت

مفتی الشاہ **امام احمد رضا خان**

فاضل بریلی علیہ الرحمۃ والرضوان

سرپرستِ اعلیٰ

ضیغم اسلام حضرت علامہ مولانا ابو حفص
پیر سید مظفر شاہ قادری زید مجدہ

مدیر

ابو الہمام
محمد اشتیاق فاروقی مجددی حفظہ اللہ

نائب مدیر

مناظر اہل سنت
حضرت علامہ
ابو حامد رضوی حفظہ اللہ

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام	ماہنامہ دعوت اہل سنت (شمارہ نمبر 11)
ترتیب	مولانا سید وہاج علی قادری حفظہ اللہ
مصحح	مولانا جنید قادری حفظہ اللہ
سن اشاعت	جولائی 2026ء/محرم الحرام 1448ھ
صفحات	141
ایڈیشن	ڈیجیٹل
ناشر	پاسبان اہل سنت وجماعت (پاکستان)

ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے کہ مجلہ ہر قسم کی اغلاط سے پاک ہو تاہم بشری کمزوریوں کے باعث اگر پھر بھی کسی قسم کی غلطی پر مطلع ہوں تو ادارہ کو آگاہ فرما کر ماجور ہوں۔

شکریہ

اجمالی فہرس

اداریہ	ابوالحسین رضوی حفظہ اللہ	01
تھانویت یا شیعیت، دیوبندی اصولوں کے تناظر میں	ابوالہمام محمد اشتیاق فاروقی مجددی حفظہ اللہ	02
آیت غار پر ڈھکو اور اکابرین شیعہ کے اعتراضات کے جوابات	عبید الرضا ارسلان قادری حفظہ اللہ	34
مرزا جہلمی کا شرکیہ عقیدہ منی خدا (Mini GOD)	علامہ رفعت برکاتی حفظہ اللہ	84
محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی کا ایک اہم نایاب فتویٰ	تخریج: محمد افضال حسین نقشبندی حفظہ اللہ	111
محرم میں ذکر شہادت، شربت و پانی کی سبیل، نذر و نیاز اور گنگوہی کے فتوے کا رد	مولانا ابو حامد رضوی حفظہ اللہ	117
دیوبندیت اور ناصبیت	ممتاز تیمور قادری حفظہ اللہ	137

اداریہ

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

معزز قارئین کرام! الحمدللہ ماہنامہ دعوتِ اہل سنت ڈیجیٹل ایڈیشن کا تیسرا اور گزشتہ تسلسل کے ساتھ 11 واں شمارہ پیشِ خدمت ہے۔ چوں کہ محرم الحرام 1448ھ کا مبارک مہینہ جاری ہے اسی لیے اسی مناسبت سے مضامین شامل کیے گئے ہیں۔

روئے زمین پر روافض سے بدترین کوئی فرقہ نہیں ہے عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دیوبندی علما روافض کے بارے میں بہت سخت مؤقف رکھتے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ دیوبندی اور رافضی (شیعہ) ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں اسی لیے دیوبندیوں کے امام ربانی رشید احمد گنگوہی نے اپنی کتاب فتاویٰ رشیدیہ میں لکھا تھا:

جو شخص صحابۂ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب <u>سنت جماعت</u> سے خارج نہ ہوگا"

(فتاویٰ رشیدیہ ص 274 دارالاشاعت کراچی مکتبہ دیوبند، ص 274 ثاقب بکڈپو انڈیا مکتبہ دیوبند، ص 276 مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور مکتبہ دیوبند)

اسی طرح دوسری جگہ لکھتے ہیں:

جو لوگ شیعوں کو کافر کہتے ہیں ان کے نزدیک تو ان کی نعش کو ویسے ہی کپڑے میں لپیٹ کر داب دینا چاہیے اور جو لوگ فاسق کہتے ہیں ان کے نزدیک تو ان کی تجہیز و تکفین حسب قاعدہ ہونا چاہئے اور بندہ بھی ان **(یعنی شیعوں) کی تکفیر نہیں کرتا**"

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر کتاب الجنائز 291 دارالاشاعت کراچی)

ابو الحسین رضوی
عفا عنہ الرحمن

تھانویت یا شیعیت: دیوبندی اصولوں کے تناظر میں

ابوالہمّام محمد اشتیاق فاروقی مجدّدی حفظہ اللّٰہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیوبندی حکیم الامت، اشرفعلی تھانوی صاحب پر روافض وشیعہ افکار کے جو اثرات تھے، انہیں خود جناب تھانوی صاحب کی کتب اور دیوبندی اصولوں کی روشنی میں واضح کیا جائے گا۔ جناب کی خاندانی رشتہ داریوں، پیدائشی حالات، اور بعد ازاں ان کی تعلیمات و نظریات کے مطالعے سے یہ حقیقت نمایاں ہوتی ہے کہ ان کا نہ صرف شیعہ حلقوں سے تعلق تھا بلکہ ان کے افکار وتعلیمات پر بھی شیعہ اثرات گہرے طور پر موجود تھے۔ آیئے، اختصار کے ساتھ دیوبندی اصولوں اور خود جناب تھانوی صاحب کی تصانیف کی روشنی میں چند حقائق کا جائزہ لیتے ہیں۔

پیدائش کی حکایت اور شیعہ نظریات کی ترویج

تھانوی صاحب کی پیدائش سے قبل، ان کے والد کی بیماری کی وجہ سے ان کے والدین اولاد سے مایوس ہو چکے تھے، لہٰذا وہ اولاد کی طلب میں ایک مجذوب کے پاس حاضر ہوئے۔ چنانچہ خود جناب تھانوی صاحب کی مصدقہ کتاب میں مذکور ہے:

"حضرت والا کے والدین شریفین بالکل مایوس الاولاد ہو چکے تھے۔"

(اشرف السوانح، جلد، 1، صفحہ، 167، جلد، 3، ص، 60، تالیفات اشرفیہ)

اسی مایوسی اور اضطراب کے عالم میں تھانوی صاحب کی نانی کو آستانوں اور باباؤں کی یاد

آئی۔ بالآخر وہ اپنی صاحبزادی کو ایک مجذوب کے پاس لے گئیں۔ چنانچہ تھانوی صاحب کی ایک مصدقہ کتاب میں لکھا ہے:

" انہوں (تھانوی صاحب کی نانی) نے حضرت حافظ غلام مرتضیٰ صاحب مجذوب پانی پتی سے (جو اتفاق سے نانا صاحب کے تعلقات سابقہ کی وجہ سے تشریف لائے ہوئے تھے) شکایت کی کہ حضرت میری اس لڑکی کے لڑکے زندہ نہیں رہتے ۔حافظ صاحب نے بطریق معما فرمایا کہ عمر و علی کی کشاکشی میں مرجاتے ہیں اب کے بار علی کے سپرد کر دینا زندہ رہے گا۔اس مجذوبانہ معما کو کوئی نہ سمجھا لیکن والدہ صاحبہ نے اپنی فہم خداداد اور نور فراست سے اس کو حل کیا اور فرمایا کہ حافظ صاحب کا یہ مطلب ہے کہ لڑکوں کے باپ فاروقی ہیں ماں علوی اور اب تک جو نام رکھے گئے وہ باپ کے نام پر رکھے گئے یعنی فضل حق وغیرہ اب کی بار جو لڑکا ہو اس کا نام نانہال کے ناموں کے مطابق رکھا جائے جس کے آخر میں علی ہو۔حافظ صاحب یہ سن کر ہنسے اور فرمایا کہ واقعی میرا یہی مطلب ہے یہ لڑکی بڑی عقلمند معلوم ہوتی ہے"

(اشرف السوانح، جلد، 1 ،صفحہ، 19، 20۔جلد، 3،ص، 61، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

خود اشرف علی تھانوی صاحب اس واقعے کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

" حافظ غلام مرتضی صاحب مجذوب سے والدہ صاحبہ کے متعلق عرض کیا گیا تھا کہ اس کے اولاد زندہ نہیں رہتی انہوں نے فرمایا کہ کیسے زندہ رہے عمر اور علی کی کھینچا تانی میں مرجاتے ہیں اب کی بار اولاد ہو تو علی کے سپرد کر دینا بڑا طویل قصہ ہے بناء اس کی یہ تھی کہ والد صاحب فاروقی ہیں اور والدہ علوی اور اب تک نام والد صاحب کے نام کے مناسب رکھے جاتے تھے مجذوب صاحب نے والدہ کے

خاندان کے مناسب نام بتلائے اس سپرد میں اسی طرف اشارہ تھا۔"
(الافاضات الیومیہ جلد 4 صفحہ 351 شوال 1423ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

ایک اور مقام پر تھانوی صاحب اس واقعے کو یوں بیان کرتے ہیں:

"فرمایا میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوں۔ نانی صاحبہ نے والدہ صاحبہ کو ایک مجذوب کے جو نہایت بوڑھے تھے اور ان سے شرعا پردہ نہ تھا، سامنے کیا اور کہا کہ اس کیلئے دعا کرو۔ اس کی اولاد زندہ نہیں رہتی۔ ان مجذوب نے کہا کہ زندہ کیسے رہے؟ علی اور عمر میں کھینچ تان ہوتی ہے، اس خط کشیدہ جملہ کا مطلب صرف والدہ صاحبہ نے سمجھ لیا۔ بہت ذہین تھیں۔ ہمارے بچپن ہی میں ان کا انتقال ہو گیا، مطلب یہ ظاہر فرمایا کہ باپ فاروقی ہیں اور میں (یعنی والدہ صاحبہ) علوی حضرت علی کی اولاد سے ہیں۔ مگر حضرت فاطمہ سے نہیں بلکہ حضرت علی کی دوسری بیوی حضرت حنیفہ سے۔ تو اس واسطے پہلے جولڑکے ہوئے ان کے نام والد کے نام کے ہم قافیہ رکھے گئے اور والد کا نام عبدالحق ہے۔ اور ان کے کنبے کے بھی اسی قسم کے نام تھے جن کے آخر میں "حق" آتا ہے۔ تو حضرت علی اور حضرت عمر کا جھگڑا رہتا تھا والدہ نے ان مجذوب سے کہا کہ آپ نام مقرر کر دیں۔ انہوں نے فرمایا ایک کا نام، اشرف علی خاں ہے۔ وہ حافظ اور مولوی ہوگا۔ دوسرے کا نام، اکبر علی، وہ دنیادار ہوگا وہ تمہارا ہے۔ اس واسطے میرے اندر مجذوب کا اثر ہے۔"

(الکلام الحسن حصہ 1، ملفوظات حکیم الامت ج 26 ص 249، 250، تالیفات اشرفیہ، 1425ھ)

مذکورہ حکایت کو جن کتب میں نقل کیا گیا ہے، ان کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ:

"حافظ صاحب نے بطریق معما فرمایا کہ عمرو علی کی کشاکشی میں مرجاتے ہیں اب کی بار علی کے سپرد کردینا زندہ رہے گا"

(اشرف السوانح، جلد، 1، صفحہ، 20، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

"انہوں نے فرمایا کہ کیسے زندہ رہے عمر اور علی کی کھینچا تانی میں مرجاتے ہیں۔"

(الافاضات الیومیہ جلد 4 صفحہ 351، ادارہ تالیفات اشرفیہ، شوال 1423ھ)

"ان مجذوب نے کہا کہ زندہ کیسے رہے؟ علی اور عمر میں کھینچ تان ہوتی ہے، اس خط کشیدہ جملہ کا مطلب صرف والدہ صاحبہ نے سمجھ لیا۔ بہت ذہین تھیں۔"

(الکلام الحسن حصہ 1، ملفوظات حکیم الامت، جلد 26 صفحہ 249، 250، تالیفات اشرفیہ، ربیع الاول 1425ھ)

"تو حضرت علی اور حضرت عمر کا جھگڑا رہتا تھا۔"

(الکلام الحسن حصہ 1، ملفوظات حکیم الامت، جلد 26 صفحہ 249، 250، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یہ عبارت کتنی خطرناک اور گستاخانہ ہے، جس میں حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کشاکش، کھینچا تانی، جھڑپ، جھگڑے اور چھینا جھپٹی کا ذکر موجود ہے یعنی جب ان کے ہاں اولاد پیدا ہوتی تھی تو دیوبندیوں کے نزدیک، حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس پر جھپٹ پڑتے، ایک اپنی

جانب کھینچتا اور دوسرا اپنی جانب کھینچتا، اور اسی کھینچا تانی اور چھینا جھپٹی میں معصوم بچے مر جاتے ہیں (معاذ اللہ)۔ یہاں اس مجذوب کا عقیدہ یہ واضح ہوتا ہے، اس مجذوب کے نزدیک دونوں جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ان بچوں کے قاتل ہیں۔ مزید یہ کہ ان کے درمیان یہ نزاع محض نام رکھنے کے مسئلے پر تھی، یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت والے نام سے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت والے نام سے دشمنی تھی، لہٰذا وہ محض اسی نام کی وجہ سے ان بچوں پر ٹوٹ پڑتے تھے اور اس دشمنی کے باعث معصوم بچوں کا قتل کر دیتے تھے۔ (معاذ اللہ)

یہ کس قدر خوفناک، خطرناک اور توہین آمیز عقیدہ ہے۔ اللہ عزوجل تمام مسلمانوں کو ایسے عقائد سے محفوظ فرمائے، آمین۔ اس عقیدے سے نہ صرف روافض کے معروف نظریات کی تائید ہوتی ہے بلکہ شیعہ اور روافض کے عقائد کی ترجمانی بھی واضح ہوتی ہے۔

اس واقعے میں یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ یہ دونوں جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اس دشمنی میں کسی بھی حد تک جا سکتے تھے، یہاں تک کہ معصوم بچے اسی دشمنی کی بھینٹ چڑھتے (معاذ اللہ)۔ کیا یہ واضح طور پر روافض اور شیعہ عقائد و نظریات کی ترویج نہیں؟

پھر اس واقعے کو تھانوی صاحب خود بھی مختلف مقامات پر بیان کرتے ہیں، مگر نہ اس کا انکار کرتے ہیں، نہ اس کی کوئی وضاحت پیش کرتے ہیں اور نہ ہی اس نظریے کی تردید کرتے ہیں، بلکہ اسے قبول کرتے ہیں۔ مزید برآں، سوانح نگار بھی اس واقعے کو نقل کرتے ہوئے اسے تھانوی صاحب کی بزرگی کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا خود تھانوی

صاحب کے بیان کردہ اصولوں کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ عقیدہ صرف اس مجذوب سے منسوب نہیں رہتا بلکہ تھانوی صاحب کی طرف بھی اس کی نسبت ہوتی ہے، کیونکہ خود تھانوی صاحب کا اصول ہے کہ:

"عرض کرتا ہوں کہ اہل باطل کا کوئی قول نقل کرنے کے بعد ناقل کے ذمہ ہے کہ اس کا ابطال اولاً تقبیح کیساتھ کرے۔"

(امدادالفتاویٰ، جلد 6، صفحہ 122، مکتبہ دارالعلوم کراچی نومبر 2018ء)

تھانوی صاحب کے ہی اصول سے یہ واضح ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب اور ان کے سوانح نگاروں نے حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان کشاکشی اور کھینچا تانی کا ذکر کیا، لیکن نہ اس کی تردید کی اور نہ ہی اس کا رد پیش کیا، بلکہ اسے قبول کیا گیا۔ مزید یہ کہ تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ نے جب مجذوب کی بات کو سمجھا تو انہیں ذہین قرار دیا گیا، جیسا کہ مذکور ہے:

"علی اور عمر میں کھینچ تان ہوتی ہے، اس خط کشیدہ جملہ کا مطلب صرف والدہ صاحبہ نے سمجھ لیا۔ بہت ذہین تھیں"

تو شیعہ نظریات کی تائید و توثیق کی بنیاد پر والدہ ماجدہ کو ذہین قرار دینے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ روافض کے اس عقیدے سے تھانوی صاحب اور ان کے سوانح نگاروں کا آپس میں اتفاق پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ تھانوی صاحب کے اصول سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے کہ:

"اس مقام پر ایسا نہیں کیا گیا چنانچہ یہ قول باطل اس عبارت پر ختم ہوا ہے ان کے

کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔سو اس کے بعد اخیر تک اس کا ابطال صریح عبارت میں بھی نہیں فضلاً عن التقبیح بلکہ وہاں ایسی عبارت ہے جس سے کسی قدر اس باطل کی تائید متبادر ہوتی ہے۔"

(امداد الفتاویٰ، جلد 6، صفحہ 122، مکتبہ دار العلوم کراچی نومبر 2018ء)

جناب تھانوی نے کئی مقامات پر اس واقعے کو بیان کر کے اسے قبول کیا ہے اور آخر تک صریح عبارت میں اس کا ابطال بھی نہیں کیا، تو جناب تھانوی کے اصولوں کی روشنی میں یہ ان کا مذہب قرار پاتا ہے۔ دیوبندی حضرات نے جناب اشرفعلی تھانوی کی بزرگی ثابت کرنے کے لیے رافضیوں کا سہارا لیا اور دیوبندی اصولوں کی روشنی میں ایک رافضی رجحانات کے حامل ملنگ کو اللہ عزوجل کا مقرب بندہ قرار دے کر پیش کیا، حالانکہ انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ جس حکایت کو وہ بیان کر رہے ہیں وہ اہلِ سنت کے عقائد کے بالکل برعکس ہے۔اسی پر خالد محمود مانچسٹری کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں:

" مسلمانوں میں ملنگوں اور درویشوں نے محدثین اور فقہاء کے خلاف الحاد کی راہیں بنائیں اسلام میں چور دروازے نکالے علمی طور پر انہیں آگے آنے کیلئے شیعیت کے سوا اور کوئی دروازہ نہ ملتا تھا اب اسی دروازے سے مداری اور جلالی اور ان جیسے دوسرے ملنگ عوام میں آتے رہے۔شیعیت کو عامۃ المسلمین قبول کر لیں یہ ایک ناممکن بات تھی اب ضرورت تھی کہ شیعیت کو طور جدید مہیا کیا جائے۔"

(مطالعہ بریلویت، جلد،3، صفحہ، 177، حافظی بکڈپو دیوبند)

دیوبندیوں نے رافضیوں کے آلہ کار بن کر ایک رافضی نما ملنگ کو" افضل المجاذیب" کا

خطاب دے کر، کرامات کے نام پر، حضرت سیدنا فاروقِ اعظم اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے درمیان آپسی دشمنی کو ثابت کرنے کی ایک احمقانہ کوشش کی۔

شیعہ خاندان

یہ بات واضح ہے کہ جناب تھانوی صاحب کا خاندان عقائد کے اعتبار سے شیعہ تھا، دیوبندی اصولوں سے نہ صرف نانہال بلکہ دادھیال کے افراد کے بارے میں بھی اسی نوعیت کے دعوے کیے گئے ہیں جیسا کہ خالد محمود لکھتے ہیں:

"آپ کس خاندان سے تھے اس کے لئے آپ ان کے بزرگوں کے ناموں پر غور کریں یہ تسلسل بغیر پس منظر کے نہیں۔"

(مطالعہ بریلویت، جلد، 3، صفحہ، 177، حافظی بکڈپو دیوبند)

جناب تھانوی کا تعلق کس مذہب یا فرقے سے تھا، اس کے لیے خالد محمود کے اس اصول پر غور کریں اور پھر جناب شیخ تھانوی صاحب کے نانہال کے نام ملاحظہ کریں:

"تھانوی کے ماموں کا نام امداد علی تھا اور نانا کا نام نجابت علی تھا"

(سیرت اشرف، صفحہ، 56، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

جناب تھانوی نے خود بھی اپنے نانا اور پرنانا کے نام ذکر کیے ہیں:

"نجابت علی صاحب بن پیر جی رحم علی بن غلام نبی۔"

(حسام عبرت، صفحہ 9 در مطبع قیصرے بریلی، باھتمام بابو جگلشور طبع نمودہ شد)

خالد محمود صاحب کے بیان کردہ اصول کی روشنی میں جناب تھانوی کے دادھیال کے نام بھی ملاحظہ فرمائیں:

" اشرف علی بن منشی عبدالحق بن حافظ فیض علی بن غلام فرید شہید بن محمد جلال بن رحمت اللہ بن امان اللہ بن عتیق اللہ خطیب بن حبیب اللہ ابن مولا ناصدر جہاں جد اعلیٰ خطیباں۔" (سیرت اشرف، جلد، 1 ، صفحہ، 55، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

شاید خالد محمود صاحب نے انہی ناموں کو سامنے رکھ کر یہ بات لکھی تھی:

"پورے شجرے میں کہیں عثمان یا عمر یا ابوبکر کے نام نظر نہ آئیں گے۔"

(مطالعہ بریلویت، جلد، 3، صفحہ، 177، حافظی بکڈپو دیوبند)

خالد محمود کے نزدیک امداد علی، نجابت علی اور فیض علی جیسے نام شیعوں کے نام ہیں، اور جس شخص کے آباء واجداد میں عثمان، عمر یا ابوبکر نام نہ پائے جائیں، وہ شیعہ کہلائے گا۔ اسی اصول کی رو سے تھانوی کا دادھیال اور نانہال، دونوں شیعہ قرار پاتے ہیں۔

جناب تھانوی کے آباء واجداد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام کیسے پائے جا سکتے تھے، جبکہ ان کے پیر مجذوب، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جناب کے والد کی اولاد کا قاتل سمجھتے تھے (معاذ اللہ)۔ پھر خود جناب تھانوی کا نام بھی، ان کے اپنے بیان کے مطابق، شیعیت سے ایک خاص نسبت کی بنا پر رکھا گیا تھا، جیسا کہ وہ خود تحریر کرتے ہیں:

"ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! علی کے نام پر ہندوستان میں بہت نام رکھے جاتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے فرمایا کہ میرے ایک دوست مولوی صاحب اس کی وجہ یہ فرماتے تھے کہ ہندوستان پر شیعوں کا اثر زیادہ ہے اس وجہ سے علی پر نام زیادہ رکھتے جاتے ہیں واللہ اعلم۔"

(الافاضات الیومیہ، ج 1، ص 283۔ تالیفات اشرفیہ، اشاعت: جمادی الاولی، 1423ھ)

معلوم ہوا کہ دیوبندی اصول کے مطابق یہ مجذوب شیعہ تھا، اسی لیے پیدائش سے پہلے ہی حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی دشمنی کا افسانہ بنا کر "اشرفعلی" نام رکھا گیا، جو دیوبندی اصول کی رو سے شیعہ اثر قرار پاتا ہے۔ ثناء الحق صدیقی تھانہ بھون کی برادریوں کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"مندرجہ ذیل ذاتیں قابل ذکر ہیں، شیخ (ان میں اکثریت فاروقیوں کی ہے) سید (اکثریت شیعوں کی ہے) پٹھان، آرائیں، جولاہے، دھنئے، نائی، قصائی، چون گر، گاڑے، گڈریئے، روڑ، برہمن، کاٹستھ، بنئے، چمار، بھنگی۔"

(ماہنامہ الحسن، اشاعت خاص، اشرف علی تھانوی نمبر، صفحہ 43، جامعہ اشرفیہ لاہور، 1987ء)

ثناء الحق صاحب کے بقول، اس طبقے میں اکثریت شیعوں کی ہے۔ پھر نجابت علی اور مجذوب کے تعلقات سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے۔ پہلے یہ طے ہونا چاہیے کہ تھانوی کا ننھیال اور ددھیال، دونوں تھانہ بھون کے تھے؟ چنانچہ صاحبِ اشرف السوانح لکھتے ہیں:

"حضرت والا کی ددھیال اور ننھیال دونوں تھانہ بھون ہی کے ہیں۔"

(اشرف السوانح، جلد 1 صفحہ 18، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یعنی ننھیال اور ددھیال، دونوں تھانہ بھون کے تھے۔ اب تھانہ بھون کی شیخ برادری کے بارے میں بھی جانیے، جن کے بارے میں جناب اسیر ادروی دیوبندی لکھتے ہیں:

"وہ دور شیعہ گردی کا تھا سنی گھرانوں میں شیعیت کے جراثیم سرایت کئے ہوئے تھے، خود حضرت تھانوی کے خاندان کی ایک شاخ شیعہ ہوگئی تھی۔ نانوتہ والوں کی

رشتہ داریاں دیوبند میں بکثرت تھیں، مگر تاریخ بتاتی ہے کہ وہاں کے شیوخ عام طور پر تفضیلی شیعہ تھے ۔"

(مولانا قاسم نانوتوی حیات اور کارنامے، صفحہ 40، مکتبہ الحسن لاہور، اشاعت 2018ء)

اسیر ادروی دیوبندی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ تھانوی صاحب کے خاندان کی ایک شاخ شیعہ ہوگئی تھی اور شیوخ بھی ان کے نزدیک تفضیلی شیعہ تھے جن کی طرف تھانوی کی نسبت کی جاتی ہے ۔صرف تھانوی کے والدین ہی اولاد کے لیے ایک شیعہ مجذوب کے ہاں سوالی بن کر نہیں گئے، بلکہ جناب تھانوی بھی ایک تفضیلی شیعہ سے علاج کرواتے رہے۔

تفضیلی شیعہ سے تعلق اور علاج کرانا

"صفدر حسین تھا۔ایسے آن بان کے تھے کہ کسی سے ملنے جلنے بھی نہ جاتے تھے اور ہمیشہ اپنے مکان کے سہ منزلہ حصہ پر رہتے تھے اور وہاں سے بہت کم اترتے تھے ۔ بڑے دماغ دار تھے وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی نسبت نعوذ باللہ بہت بدگمانی رکھتے تھے اور اپنی مجلس میں اخلاف شان کلمات کہتے رہتے تھے قاضی وصی الدین صاحب جو شہر میں کئی حیثیتوں سے معزز شخص تھے ایک دن حضرت والا کو ان کے پاس لے گئے اور کہا کہ آپ اپنے شبہات ان سے حل کر لیجئے انہوں نے کہا کہ میرے شبہات تاریخی واقعات ہیں ان کو کون حل کر سکتا ہے پھر انہوں نے حدیث شریف پڑھی "من سب اصحابی فقد سبنی و من سبنی فقد سب اللہ" اور یہ ثابت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے۔حضرت والا نے فوراً جواب دیا کہ یہ غیر صحابی کیلئے ہے اس کی ایسی مثال ہے

جیسے کوئی بادشاہ یوں کہے کہ اگر کوئی ہمارے شہزادوں کو آنکھ بھر دیکھے گا تو ہم اس کی آنکھیں نکلوائیں گے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر شہزادے بھی آپس میں لڑیں گے تو ان کی بھی یہی سزا ہوگی۔ چاہے اور کوئی سزا ہو مگر یہ سزا ہرگز مراد نہ ہوگی بلکہ مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص تیز نظر سے دیکھے گا تو اس کیلئے یہ سزا ہے جب اس کا ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اپنی شرم اتارنے کیلئے ایک ہندو بنگالی بابو سے جو اس وقت وہاں بیٹھے ہوئے تھے طعن کے طور پر کہنے لگے کہ دیکھئے بابو صاحب ہمارے علماء ذہانت سے کام لیتے ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا اور غالباً پکار کر فرمایا تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ غباوت سے کام لیا کریں اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ چونکہ ان کو سب کے سامنے شرمندگی ہوئی اور بڑے آدمی تھے اس لئے حضرت والا نے بغایت حسن اخلاق اس کا کچھ تدراک فرمانا چاہا چونکہ وہ کچھ عملیات جانتے تھے اس لئے ان کی شرمندگی مٹانے کیلئے حضرت والا نے ان سے اپنی ایک احتیاج ظاہر کی کہ مجھے نیند بہت کم آتی ہے۔ اس لئے کوئی عمل تجویز فرما دیجئے۔ اس فرمائش پر ان کی سب شرمندگی دھل گئی اور فوراً خوش ہو کر بولے کہ بہت اچھا میں پلیٹ پر کچھ لکھ کر بھیج دوں گا اس کو پی لیجئے گا چنانچہ کئی روز تک ان کے پاس پلیٹ بھیجی گئی اور وہ پلیٹ پر کچھ لکھ کر بھیجتے رہے پھر تو ان کو حضرت والا سے اتنا تعلق ہو گیا کہ گاہ گاہ اچھی اچھی چیزیں بھی پکوا کر تحفۃً بھیجا کرتا۔“

(اشرف السوانح، جلد اول، صفحہ، 47، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یہاں اگر کوئی دیوبندی یہ تاویل کرے کہ یہ صاحب تو محض حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بدگمانی رکھتے تھے، جیسا کہ عبارت میں مذکور ہے، تو اس سے گستاخی کیسے لازم

آتی ہے؟ ان کے لیے عرض ہے کہ یہی واقعہ تھانوی صاحب نے اپنے ملفوظات اور خطبات میں بھی بیان کیا ہے، جہاں نازیبا اور توہین آمیز الفاظ بھی موجود ہیں، جیسا کہ درج ذیل عبارات سے واضح ہوتا ہے:

"کانپور میں ایک صاحب حضرت معاویہ کو برا بھلا کہتا تھا۔"

(رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفحہ 324 ربیع الثانی 1429ھ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

"کانپور میں ایک صوفی نمار ئیس حضرت امیر معاویہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔"

(افاضات الیومیہ، جلد،6، صفحہ،58، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اس واقعے پر غور کیجئے جس میں یہ شیعہ کہتا ہے کہ

"ثابت ہے کہ حضرت معاویہ حضرت علی کی شان میں گستاخی کیا کرتے تھے۔"

یہی واقعہ تھانوی صاحب نے مقالاتِ حکمت میں بھی نقل کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"منشی صفدر حسین صاحب کاکوری کے پاس کانپور میں مجھے قاضی وصی الدین صاحب لے گئے۔ منشی صاحب کے خیالات حضرت معاویہ کے متعلق شیعوں کے سے تھے۔" (مقالات حکمت صفحہ 253، 254 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یہاں بھی تھانوی صاحب نے واضح طور پر لکھا ہے کہ اس منشی کے خیالات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں شیعوں جیسے تھے، یعنی وہی نظریہ جو شیعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رکھتے ہیں اور جس سے سب واقف ہیں۔ لیکن اس کے باوجود تھانوی نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ اس کی تائید کرتے ہوئے لکھا:

"غیر صحابی کیلئے ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی بادشاہ یوں کہے کہ اگر کوئی ہمارے شہزادوں کو آنکھ بھر دیکھے گا تو ہم اس کی آنکھیں نکلوائیں گے اس کا

مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر شہزادے بھی آپس میں لڑیں گے تو ان کی بھی یہی سزا ہو گی۔"

یعنی اسے باہمی اختلاف قرار دے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب گستاخانہ باتوں کو بھی تسلیم کرلیا۔ جیسا کہ تھانوی نے خود لکھا ہے:

"حدیث میں آیا ہے **من سب اصحابی فقد سبنی** اور حضرت علی صحابی ہیں تو حضرت معاویہ اس وعید کے مورد ہوئے میں نے کہا کہ گو حدیث میں یہ الفاظ نہیں مگر اس مضمون سے انکار نہیں۔"

(افاضات الیومیہ جلد، 6، صفحہ، 58، ادارہ تالیفات اشرفیہ، محرم 1424ھ)

یہاں بھی اس شیعہ کے مضمون سے اتفاق کرلیا گیا۔ کیا یہ عقیدہ روافض اور شیعوں کا نہیں؟ پھر تھانوی صاحب کیا ہوئے؟

دوسری بات یہ ہے کہ کیا ایسے شیعہ کی تعظیم جائز ہے، جبکہ تھانوی صاحب نے اس کی عزت رکھنے کے لیے اپنے علاج کے لیے اس سے ایک عمل پوچھا اور اسے شرمندگی سے بھی بچایا؟

یہاں اگر کوئی دیوبندی یہ کہے کہ یہاں صرف شرمندگی سے بچانے کی بات ہے، تعظیم اور عزت کی بات کہاں لکھی ہوئی ہے، تو تھانوی صاحب اپنے ملفوظات میں اسی واقعے کے ضمن میں بیان کرتے ہیں:

"اس لئے میں نے ان کی عزت بڑھانے کو ان سے ایک درخواست بھی کر دی کیونکہ وہ عامل بھی تھے میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو نیند کی کمی کی شکایت ہے۔"

(افاضات الیومیہ، جلد، 6، صفحہ، 58، ادارہ تالیفات اشرفیہ، محرم 1424ھ)

یہاں تھانوی صاحب واضح طور پر عزت بڑھانے کی بات کر رہے ہیں۔
کیا اُس شخص کی عزت بڑھائی جاسکتی ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرتا ہو، تیسری بات یہ ہے کہ کیا شیعہ سے بطور علاج ایسا عمل پوچھنا جائز ہے؟ کیا اہل باطل سے ایسا تعلق رکھنا جائز ہے کہ ان کے گھر کے مختلف لذیذ کھانوں سے پیٹ بھرا جائے؟
آیئے، ان سوالات کے جوابات دیوبندیوں ہی سے پوچھ لیتے ہیں اور دیوبندی اصولوں سے ہی ان اعمال کو پرکھتے ہیں۔
اگر کوئی دیوبندی یہ کہے کہ یہاں محض پلیٹ بھیجنے کی بات کی گئی ہے، اس سے تھانوی صاحب کا کھانا پینا کہاں سے ثابت ہوتا ہے؟ تو اس کے جواب میں تھانوی صاحب خود اقرار کرتے ہیں:

"کئی روز تشتری لکھ لکھ کر مجھ کو پلائی۔"

(افاضات الیومیہ جلد، 6، صفحہ، 58، ادارہ تالیفات اشرفیہ، محرم 1424ھ)

حسن العزیز میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ تھانوی جی نے چند روز تک یہ پانی پیا تھا۔

"چنانچہ چند روز پانی پیا بھی۔"

(حسن العزیز جلد سوم صفحہ 225 صفر 1425ھ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

تھانوی کے نزدیک اہل باطل سے علاج کا حکم

ایک طرف جناب تھانوی خود ایک شیعہ سے اپنا علاج کرواتے رہے۔ تو کیا اہلِ باطل سے علاج کرانا جائز ہے؟ آیئے، اس مسئلے کے بارے میں دیوبندی اصول ملاحظہ کرتے

ہیں، بلکہ دیکھتے ہیں کہ خود جناب تھانوی کا اس بارے میں کیا نظریہ تھا:

"ایک مولوی صاحب نے بعض اہل باطل کا ایک تجویز کردہ نسخہ لا کر پیش کیا، جس میں اس نے کچھ مجمل نصیحت بھی کی تھی اور ان صاحب نے بیان کیا کہ مجھے بعض امراض تھے۔ اس لئے میں نے اس سے نسخہ لکھوایا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے کہ آپ نے اس شخص سے جو انبیاء کو برا کہتا ہے کیسے رجوع کیا؟ ان صاحب نے کہا کہ میں نے علاج میں رجوع کیا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ خوب یاد رکھئے کہ تصرفات نسخوں کے ذریعے سے بھی ہوتے ہیں بالخصوص جبکہ نسخہ تجویز کرنے والے کی نیت بھی ہو کہ اس سے اثر ہو اور راز اس میں یہ ہے کہ انسان عبدالاحسان ہے۔ جب ایسے شخص کا تجویز کردہ نسخہ استعمال کرے گا تو گونہ انس اور میل طبیعت میں ضرور پیدا ہو گا اور جو بغض اس سے پیشتر اس شخص سے تھا وہ باقی نہ رہے گا۔ شدہ شدہ اس کے عقائد بھی مرغوب فیہ ہونے لگیں گے۔ بالخصوص اگر وہ مجوز نسخہ میں بھی تصرف کا قصد کرے تو ضرور ہی اثر ہوتا ہے اور یہی راز ہے کہ فقہاء نے لکھا ہے کہ اجنبی عورت کو اجنبی آدمی کا جوٹھا نہ کھانا چاہئے کہ اس کا سور (جوٹھا) سامنے آتے ہی صاحب سور سے تعلق ہو گا۔"

(مقالات حکمت جلد دوم صفحہ 199 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

تھانوی خود دوسروں کو اہلِ باطل سے علاج کرانے سے منع کرتے رہے، مگر خود اپنے علاج کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی گستاخی کرنے والے سے رجوع کرتے رہے، اور اس کے ہاں سے آئے ہوئے کھانوں سے پیٹ بھی بھرتے رہے اور اس کی لکھی ہوئی

تشتری پی کر بھی پیٹ بھرتے رہے۔تو واضح ہوا کہ شیعہ کے ساتھ تعلقات رکھنا اور ان کے ہاں پیٹ بھرنا سب جائز ہے، اور تھانوی کے قول کے مطابق:

"ایسے شخص کا تجویز کردہ نسخہ استعمال کرے گا تو گونہ انس اور میل طبیعت میں ضرور پیدا ہوگا"

تھانوی پر بھی شیعیت کا اثر ہوا اور بالآخر شیعہ طرزِ عمل اختیار کیا، اور یوں شیعہ تھانوی صاحب سے متاثر ہوئے اور تھانوی شیعوں سے متاثر ہوئے۔ دوسری طرف، شیعوں کے ساتھ اس طرح کے تعلقات رکھنے کوتو دیوبندیوں نے کفر لکھا ہے، جیسا کہ خیر الفتاویٰ میں ہے۔

شیعوں سے ترکِ مراسم نہ کرنے والا کافر

"جو شخص شیعوں سے ترک مراسم نہیں کرتا وہ اسلام سے خارج ہے اور ان ہی جیسا کافر ہے۔فھو کافر مثلھم" (فتاویٰ خیریہ جلد 2 صفحہ 367 مکتبہ امدادیہ ملتان)

تھانوی صاحب شیعوں کے ساتھ ان مراسم کی وجہ سے دیوبندیوں کے نزدیک کافر ٹھہرے، مگر ان کے تعلقات محض مراسم تک محدود نہیں تھے، بلکہ شیعوں کے خواص، یعنی رئیسوں سے ملاقات کے لیے بھی بے چین رہتے تھے۔

شیعہ رئیس سے ملاقات

"ایک واقعہ بیان کیا کہ اس ہی ضلع میں ایک مقام ہے لکرولی وہاں بعض غرباء نے مجھے مدعو کیا تھا وہاں شیعہ رئیس اور زمیندار ہیں میں مغرب کے وقت وہاں پہنچا میرے پہنچنے کے بعد ان لوگوں نے میرے پاس کہلا کر بھیجا کہ ہم ملاقات کرنا

چاہتے ہیں ہم کو وقت بتلا دیا جائے میں نے دوستوں سے کہا کہ انہوں نے یہ سوال کر کے اپنی تہذیب جتلائی ہے اب میں اس کے جواب میں اپنی تہذیب دکھلاؤں گا میں نے جواب کہلا کر بھیجا کہ مختصر ملاقات تو اس وقت بھی ممکن ہے اور مفصل ملاقات صبح کو ہو سکتی ہے انہوں نے کہلا بھیجا ہم اسی وقت آنا چاہتے ہیں میں نے اجازت دیدی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ یہاں پر میرے پاس غربا کا مجمع ہے ممکن ہے کہ ان میں مل کر بیٹھنا آپ کے مصالح کے خلاف ہو اس لئے میں خلوت کا انتظام بھی کر سکتا ہوں۔ مطلب میرا اس کہنے سے یہ تھا کہ ان لوگوں کو تہذیب کا بڑا دعوی ہوتا ہے ان کو بھی تو دکھلا دوں کہ تہذیب ہے کیا چیز چنانچہ ان کو جس وقت میرا جواب پہنچا ہے تڑپ ہی تو گئے کہ ہماری کس قدر رعایت کی گئی ہے اور یہ کہلا کر بھیجا کہ ہم غرباء ہی کے ساتھ بیٹھیں گے اور وہیں جا کر ملاقات کریں گے چنانچہ فوراً جمع ہو گئے اور ملاقات ہوگئی بسبیل گفتگو ان میں سے بعض حضرات نے بیعت کی بھی درخواست کی میں نے سوچا کہ کیا جواب دوں اگر وعدہ کروں تو شیعہ رہتے ہوئے کیسے بیعت کروں اور اگر انکار کروں تو دل شکنی۔"

(افاضات الیومیہ جلد 4 صفحہ 207 شوال 1423ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

ویسے عام لوگوں سے ملنے کے لیے تو تھانوی صاحب نے بہت سے قواعد وضوابط مقرر کر رکھے تھے، اور ان سے بڑے کڑے پن کے ساتھ ملتے تھے۔ انہیں خوب سناتے، ستاتے ، بلکہ ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ دھتکارتے بھی تھے، اور بعض اوقات اپنے در سے نکال کر باہر بھی کر دیتے تھے۔ اس طرح کے واقعات سوانحِ تھانوی، جلدِ اول کے "اخلاق ومزاج" کے باب میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

مگر جب ایک شیعہ رئیس کی بات آ گئی تو فوراً ملاقات کے لیے مختصر وقت، اور تفصیلی ملاقات کے لیے صبح کا وقت، بغیر کسی ضابطے اور قاعدے کے، دینے پر راضی ہو گئے۔ اور کیوں نہ ہوتے، کیونکہ تھانوی صاحب کو اپنے خاندان کی رشتہ داریوں کا پاس بھی رکھنا تھا۔ اور یوں جناب تھانوی صاحبِ خیر الفتاویٰ کے نزدیک "**فھو کافر مثلھم**" ٹھہرے۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے روافض سے تعلقات بڑھانے میں کوئی عار محسوس نہ کی، بلکہ اپنی محفلوں میں روافض کے تقویٰ اور پرہیز گاری کے واقعات سنا سنا کر ان کی بزرگی کے قصے بھی بیان کرتے رہے۔ بلکہ اس واقعے کا عنوان بھی یہی رکھا: "متقی شیعہ کا استخارہ"۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

متقی شیعی کا استخارہ

"فرمایا کہ ایک متقی شیعی نے چند مرتبہ پاخانہ جانے کیلئے استخارہ کیا مگر اجازت نہ ہوئی آخر مجبور ہو کر حسب مشورہ ماما کے چولہے پر بیٹھ کر فراغت حاصل کی بعد اس کے کوئی ان کے معتقد پاخانہ گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک سانپ بیٹھا ہوا ہے واپس آ کر کہا کہ او ہو آپ کے پاخانہ نہ جانے کی یہ حکمت تھی کہ وہاں ایک سانپ بیٹھا ہوا ہے اسی وجہ سے آپ کو اجازت نہ ہوئی تھی۔"

(حسن العزیز جلد 2 صفحہ 69، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

روافض سے مسلمانوں جیسا برتاؤ

قادیانی نواز دریابادی نے تھانوی صاحب سے ایک سوال کیا کہ علما شیعوں کے ساتھ جلسوں میں شرکت کرتے ہیں اور شیعوں کی مہمان داری قبول کرتے ہیں۔ اگر شیعہ کافر

ہیں تو یہ معاملہ سمجھ سے بالاتر ہے۔اس کا جواب تھانوی صاحب نے کیا دیا، آیئے، سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں:

"م: جناب کا تو ایک خاص مسلک انزاد او عزلت کا ہے، مجھے زیادہ فکر و حیرانی دوسرے علماء سے متعلق ہے، خصوصاً حضرات فرنگی محل اور جمعیت العلماء اور سب سے بڑھ کر خود اپنے مولانا کے متعلق۔ان حضرات کا شیعوں کا ساتھ سیاسی جلسوں میں برابر رہا کرتا ہے۔ یہ شیعہ رئیسوں کی مہمانداری قبول کرتے ہیں۔ان کے ہاں ٹھہرتے ہیں۔شیعہ اکابر کو جلسوں کا صدر بناتے ہیں۔ چند ہی روز قبل لکھنؤ میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے جلسے بہت دھوم دھام سے ہوئے تھے، ان میں سنی علماء نہ صرف شیعہ ممبروں کے ساتھ شیر و شکر تھے بلکہ متعدد علمائے کرام مشہور شیعی رئیس، راجہ احمد علی خان (سلیم پور) کے برابر مہمان رہا کیے) غرض سارا خلا ملا بالکل مسلمانوں کا سا فتوی تکفیر کے ساتھ ان اعمال کا تطابق میری سمجھ سے باہر ہے ا:۔ ایسے برتاؤ میں تو میں بھی مبتلا ہوں۔ میں اگر کہیں نہیں جاتا سو وہ تو میرے پاس آتے ہیں۔ میں بھی برتاؤ مسلمانوں جیسا کرتا ہوں۔صرف اس بناء پر کہ اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔اور حقیقت اس برتاؤ کی محض خوش اخلاقی ہے۔(یہ یقیناً مولانا کی خوش اخلاقی تھی کہ اپنی مثال دوسرے علماء کے ساتھ پیش کردی۔دونوں کے طرز عمل میں کوئی نسبت ہی نہ تھی)"۔

(حکیم الامت، دریابادی صفحہ 238، 239 ادارہ تالیفات اشرفیہ۔نوادرات حکیم الامت صفحہ 30، 31 اکتوبر 2014ء ادارہ اسلامیات)

نوٹ: بریکٹ کے الفاظ کتاب حکیم الامت میں اسی طرح موجود ہیں، اور نوادراتِ حکیم الامت (مرتب: اقبال قریشی) کے حاشیے میں لکھے گئے ہیں۔

اب شیعہ خود کو مسلمان کہتے ہیں، اسی لیے تھانوی صاحب ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا برتاؤ کرتے ہیں۔تو قادیانی ملعونین بھی خود کو مسلمان کہتے ہیں، لہٰذا تھانوی صاحب کے اصولوں کے مطابق دیوبندیوں کے نزدیک ان کے ساتھ بھی یہی برتاؤ جائز ہوا۔مگر دوسری طرف جناب تھانوی صاحب خیر الفتاویٰ کے فتوے کی زد میں آکر خود مسلمان نہ رہے اور یوں جناب تھانوی صاحبِ خیر الفتاویٰ کے نزدیک "**فھو کافر مثلھم**" ٹھہرے۔ یہ ہے دیوبندیوں کے حکیم الامت کی حکمت بھری باتیں۔

اسی طرح عبدالماجد دریابادی نے تھانوی صاحب سے شیعہ کے بارے میں ایک سوال کیا:

"میں کیا عرض کروں کہ مجھے شرح صدر اب بھی نہیں شیعوں کو مبتدع فاسق فاسد العقیدہ وغیرہ اور جو کچھ کہہ لیا جاوے اس کا میں بھی پوری طرح قائل لیکن کافر اور خارج از اسلام کہنے سے جی لرز اٹھتا ہے؟"

(امداد الفتاویٰ جلد 4 صفحہ 584 مکتبہ دار العلوم کراچی نومبر 2018ء)

اس کے جواب میں تھانوی صاحب نے عبدالماجد دریابادی کے اس موقف کو قوتِ ایمانیہ قرار دیا، جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے:

"الجواب: یہ علامت ہے آپ کی قوت ایمانیہ کی مگر جنہوں نے یہ فتوی دیا ہے اس کا منشاء بھی وہی قوت ایمان ہے کہ جس کو ایمانیات کا منکر دیکھا بے ایمان کہہ دیا۔"

(امداد الفتاویٰ جلد 4 صفحہ 584 مکتبہ دار العلوم کراچی نومبر 2018ء)

یہاں دیوبندی یہی کہیں گے کہ جنہوں نے شیعہ پر کفر کا فتویٰ دیا ہے، ان کا منشا بھی قوتِ ایمان ہی بیان کیا گیا ہے۔ اس کا جواب دیوبندی اصولوں کے مطابق یہ ہے کہ تھانوی صاحب کا مزاج یہ تھا کہ وہ کسی مسئلے میں واضح اور مضبوط موقف اختیار نہیں کرتے تھے بلکہ تردد اور تذبذب کا شکار رہتے تھے۔ اسی طرح اس مسئلے میں بھی، جو شیعہ کو مسلمان سمجھتے تھے ان کے لیے بھی وہ قوتِ ایمان کے قائل تھے، اور جو انہیں کافر سمجھتے تھے ان کے لیے بھی قوتِ ایمان ہی کا پہلو بیان کرتے تھے۔ یعنی تھانوی ابوایوب کے اصولوں سے خود اپنے آپ سے دست وگریبان تھے اور ساجد نجدی کے اصولوں سے اپنے کتب اور فتاویٰ جات اور اصولوں کی روشنی میں کافر تھے۔ اور یوں جناب تھانوی صاحب خیر الفتاویٰ کے نزدیک "فھو کافر مثلھم" ٹھہرے۔

رافضی مسلمان ہیں، اس لیے انہیں ذکر شغل دیتا ہوں

"میرے یہاں اسلام تو شرط ہے۔ کوئی ہندو مجھ سے پوچھے تو اسے ہرگز نہ بتلاؤں۔ جب تک کہ مسلمان نہ ہو جائے۔ باقی چاہے جبری ہو چاہے قدری ہو۔ چاہے فلاں خانی ہو چاہے سماع سنتا ہو چاہے غیر مقلد ہو چاہے رافضی ہو کوئی ہو لیکن ہو مسلمان ہم سے ذکر و شغل پوچھو اور کرو ہم بتلا دیں گے۔ چاہے نفع نہ ہو لیکن ہم اپنی طرف سے بتلانے کیلئے تیار ہیں۔ بیعت کا اشتراط تو کیا معنی اہل سنت والجماعت ہونے کی بھی میرے یہاں شرط نہیں لیکن ہم یہ اطلاع کر دیں گے۔"

(حسن العزیز جلد اول حصہ دوم صفحہ 248 صفر 1425ھ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

تھانوی صاحب روافض کو مسلمان مانتے تھے، انہیں ذکر و شغل بھی دیتے تھے اور بیعت

کے لیے بھی کوئی قیود نہ تھیں۔ بلکہ وہ روافض کو کافر کہنے والوں کو بھی منع کرتے تھے کہ انہیں کافر نہ کہا کریں۔

شیعہ کو کافر کہنے سے منع کرنا

"سو واقعی جو کسی کا زیادتی کے ساتھ برا ہونا بیان کرتا ہے میں روکتا ہوں۔ چاہے وہ غیر مقلد ہوں یا بدعتی ہوں۔ یا شیعہ ہوں اگر فلاں کو کوئی کافر کہتا ہے تو میں اسے روکتا ہوں گو وہ خود ہمیں کافر کہتا ہے۔"

(حسن العزیز جلد اول حصہ دوم صفحہ 248 صفر 1425ھ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

شیعوں کا تھانوی کے مواعظ کو اپنی مجلسوں میں پڑھنا

"شیعوں کے بعض مجتہدین تک احقر سے ایک صاحب کے ذریعہ منگوا کر پڑھتے تھے اور اپنی مجلسوں کو ان کے مضامین سے رونق دیتے اور گرم کرتے تھے"

(اشرف السوانح، جلد، اول، صفحہ 65، 66۔ سیرت اشرف، جلد اول، صفحہ 162، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

دیوبندی اصولوں کے مطابق اگر تھانوی صاحب کے مواعظ میں شیعہ اور روافض کے عقائد و نظریات کا رد ہوتا، تو وہ کیسے اپنی مجالس میں ان مواعظ اور مضامین کو سنا کر اپنی مجالس کی رونق بڑھاتے؟

اسی طرح تھانوی صاحب بھی روافض کے اندازِ بیان سے متاثر تھے۔ شیعہ واقعۂ کربلا میں اہلِ بیت کے شہدا کا ذکر کرتے ہوئے لوگوں کو رلاتے رہے، اور تھانوی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وفات کا بیان کرتے ہوئے سامعین کو رلاتے رہے۔

شیعوں کی طرح وفات کے واقعات سنا کر لوگوں کو رلانا

" حضرت والا نے نے محرم کے عشرہ اول میں روزانہ بالترتیب حضور سرور عام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات وفات بیان فرمانا شروع کر دیئے۔ تا کہ اس ہیئت میں اہل عزا کے ساتھ مشابہت کے ساتھ شبہہ نہ رہے۔ پھر تو ایسی دلچسپی بڑھی کہ شیعوں کی مجلسیں بھی پھیکی پڑ گئیں اور لوگ بجائے وہاں جانے کے یہاں آنے لگے اور نہ صرف سنی بلکہ شیعہ بھی کثرت سے آتے اور بہت متاثر ہوتے یہاں تک کہ اول تینوں خلفاء کے واقعات وفات سن کر بھی خوب روئے۔"

(اشرف السوانح جلد، اول صفحہ 82 سیرت اشرف، جلد، اول، صفحہ، 143، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

جناب تھانوی صاحب کا یہ طرزِ عمل ایامِ عشرۂ محرم کے ساتھ ہی خاص تھا، جیسا کہ وہ خود بیان کرتے ہیں:

محرم میں بیانِ وفات کی تخصیص

" اپنا قصہ بیان فرمایا کہ جب میں کانپور میں تھا بعض احباب کی تو رائے یہ ہوئی کہ ایام عشرہ محرم میں لوگ ناجائز محفلوں میں شریک ہوتے ہیں اس سے اگر آپ بھی ان ایام میں کچھ احکام وواقعات وغیرہ ان ایام کے متعلق بیان فرمادیا کریں تو مناسب ہے میں نے یہ کام شروع کر دیا اور اول حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات شریف کا بیان کیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کی وفات کا پھر حضرت عمر کا پھر حضرت

عثمان کا پھر حضرت علی کا۔"

(حسن العزیز جلد دوم صفحہ 116 صفر 1425ھ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

تھانوی صاحب یہ بھی لکھتے ہیں کہ محرم میں غمگین ہونا باعثِ برکت ہے:

محرم میں غمگین ہونا باعثِ خیر و برکت

"بلاشرکت روافض بدون افعال و اقوال نامشروع پڑھے اور غمگین ہو باعث خیر و برکت ہے۔" (امداد الفتاویٰ جلد پنجم صفحہ 274 مکتبہ دار العلوم کراچی)

یہی وجہ تھی کہ تھانوی صاحب اپنے وعظ میں حاضرینِ مجلس کو شیعوں کی طرح رلاتے رہے، جیسا کہ تھانوی صاحب خود بیان کرتے ہیں:

لوگوں کو تڑپانا

"لوگ بیان کے وقت مچھلی کی طرح تڑپا کرتے تھے۔"

(حسن العزیز جلد دوم صفحہ 116 صفر 1425ھ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یہ رلانا تڑپانا غمزدہ کرنا بے اختیاری کی وجہ سے نہ تھا بلکہ تھانوی کا تصرف تھا جیسا کہ خود اقرار کیا ہے کہ لوگوں میں یہ اضطراری حالت پیدا کرنا میرے میں اختیار میں تھا۔

" اہل اللہ اس بات پر قادر ہیں کہ اگر وہ قصد کریں تو وعظ وغیرہ اس طرح بیان فرمائیں کہ کسی پر مطلق اثر حالی نہ ہو صرف اثر عقلی تو ہو مگر رونا چیخنا چلانا وغیرہ نہ ہو ۔اس پر اپنا قصہ بیان فرمایا۔"

(حسن العزیز جلد دوم صفحہ 116 صفر 1425ھ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

پھر آگے اپنے لیے یہ قدرتِ اختیاری ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام

بدرجۂ اولیٰ اس پر قادر ہیں:

" فرمایا کہ جب چھوٹے آدمی اس بات پر قادر ہیں تو انبیا علیہم السلام کی تو بڑی شان ہے وہ تو اولیٰ اس پر قادر ہوں گے۔"

(حسن العزیز جلد دوم صفحہ 116 صفر 1425ھ ادارہ تالیفات اشرفیہ)

اس طرح تھانوی اپنے ہی فتوے کی رو سے بدعتی ثابت ہوئے، کیونکہ تھانوی نے لکھا ہے:

" کانپور کا ذکر ہے میرا معمول تھا کہ جیسا وقت ہوتا تھا اس کے مناسب میں احکام بیان کیا کرتا تھا چنانچہ محرم میں بدعات وغیرہ کا بیان کیا ان میں غالباً یہ بھی تھا کہ شہادت نامہ محرم میں پڑھنا بدعت ہے۔"

(اشرف السوانح، جلد، سوم، صفحہ، 76، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

جب تھانوی کے نزدیک محرم میں شہادت نامہ پڑھنا بدعت ہے تو محرم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین کی وفات کا بیان کرنا بھی بدعت ٹھہرا، تو اس اصول سے تھانوی صاحب خود بھی بدعتی ہوئے۔ اور یہ قاعدہ خود تھانوی صاحب ہی نے بیان کیا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"جون پور ایک مولوی صاحب تھے انہوں نے دسویں قائم کی تھی جو ہر مہینہ کی دسویں تاریخ کو ہوا کرتی تھی کسی نے پوچھا کہ گیارہویں تو ہے ہی اب یہ کیا ہے کہا کہ رافضیوں کے یہاں دسویں ہوتی ہے اس میں سنی شریک ہوتے ہیں ان کو روکنے کے واسطے اپنے یہاں یہ دسویں ایجاد کی ہے۔ ایک شخص نے خوب جواب دیا لوگ ہندوؤں کی ہولی دیوالی میں شریک ہوتے ہیں تو آپ ہولی دیوالی بھی کیا

کریں۔"

(افاضات الیومیہ جلد،2،صفحہ،203،ادارہ تالیفات اشرفیہ،محرم1423ھ)

ہم بھی دیوبندیوں کے ان ہی اصولوں کی روشنی میں پوچھتے ہیں کہ شیعوں کی مجالس کو پھیکا کرنے کے لیے صحابہ کی وفات کا ماتم جائز ہوگا؟ کیا ہندوکی دیوالی میں شریک لوگوں کو اپنی طرف لانے کے لیے سندری دیوی کے مندر کی یاد بھی منائیں گے،جس کی طرف دیوبند منسوب ہے؟ تو تھانوی صاحب اپنے اصول سے ہی بدعتی اور رافضیوں کے آلۂ کار ٹھہرے، کیونکہ شیعہ واقعۂ کربلا سے لوگوں کو رلاتے رہے اور تھانوی صحابہ کی وفات کا بیان کر کے لوگوں کو رلاتا رہا،تو دیوبندی اصولوں سے ان میں کیا فرق ہوا؟

اب جناب کا دوسرا رخ بھی دیکھ لیں، جناب تھانوی خود محرم کے مہینے میں امام باڑا جا کر شہادت کا بیان کرتے تھے:

محرم میں امام باڑے میں شہادت کا بیان کرنا

"محرم کا زمانہ تھا میں یہاں امام باڑے میں شہادت کا بیان کیا کرتا تھا اتفاق سے اس دن میں معمول سے کچھ پہلے وہاں پہنچ گیا لوگ منتظر تھے۔"

(بصر الناظر،صفحہ 17،جامع: ناظر حسن تھانوی)

جس طرح روافض،شیعہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے منکر ہوئے، اسی طرح تھانوی صاحب نے بھی تمام مسلمانوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی برابری پر کھڑا کیا۔

اس وقت پچاس ابوبکر کے برابر ثواب ملنا

"حضرت والا نے فرمایا کہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر اس وقت کوئی ایک نیک کام کر لے اس کو پچاس ابوبکر کے برابر ثواب ملتا ہے۔"

(اشرف السوانح، جلد، دوم، صفحہ، 101، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یہی نہیں، بلکہ روافض کے شعار کو اتنا پسند کرتے تھے کہ مسلمانوں کو تعزیہ کی بھی اجازت دے دی:

تعزیہ کی اجازت دینا

"اس گاؤں کے لوگ آریہ ہونے والے ہیں۔ میں ایک مجمع کے ساتھ ان کی تبلیغ کے لئے وہاں گیا تھا۔ ادھار سنگہ سے بھی اس کا ذکر آیا تو اس نے جواب میں کہا کہ ہم آریہ کس طرح ہو سکتے ہیں۔ ہمارے یہاں تو تعزیہ بنتا ہے میں نے کہا تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔ بعض لوگوں نے مجھ پر اعتراض کیا میں نے کہا کہ تم نے غور نہیں کیا۔ شخص جب تک تعزیہ بنائے گا۔ کافر نہ ہوگا۔"

(افاضات الیومیہ جلد 3، صفحہ 253 جمادی الاولیٰ 1423ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

"ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گجنیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونے کی خبر سنی تھی میں اس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی ان میں ایک شخص تھا جو ذرا چودھری سمجھا جاتا تھا میں نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو اگر تم کو اسلام میں کچھ شک ہو ہم سے تحقیق کر لو اس نے کہا کہ میرے یہاں تعزیہ بنت ہے (بنتا

ہے) پھر ہم ہندو کا ہے کو ہونے لگے میں نے اس کو تغریہ کی اجازت دیدی۔"

(افاضات الیومیہ جلد 4، صفحہ 163، 164 شوال 1423ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

یہی نہیں، بلکہ تعزیہ بچانے کے لیے مسلمانوں کو تعزیہ والوں کا ساتھ دینے اور تعزیہ بچانے کے لیے لڑنے کی اجازت بھی دے دی:

تعزیہ بچانے کے لیے مسلمانوں کو لڑنے کی اجازت دینا

"حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک زمانہ میں اجمیر تشریف رکھتے تھے۔ اتفاق سے عشرہ محرم میں ایک مقام پر تعزیہ داروں میں اور ہندوؤں میں جھگڑا ہو گیا۔ کوئی درخت تھا وہاں کے سنی عمائد نے علماء سے استفتاء کیا کہ ہندوؤں کا اور تعزیہ داروں کا جھگڑا ہے۔ ہم کو کیا کرنا چاہئے۔ علماء نے جواب دیا کہ کفر اور بدعت کی لڑائی ہے۔ تم کو الگ رہنا چاہئے۔ پھر وہ لوگ مولانا کے پاس دریافت کرنے آئے۔ مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بدعت اور کفر کی لڑائی نہیں ہے۔ بلکہ اسلام اور کفر کی لڑائی ہے۔ کفار بدعت سمجھ کر تھوڑا ہی مقابلہ کر رہے ہیں وہ تو اسلامی شعار سمجھ کر مقابلہ کر رہے ہیں۔ جاؤ انکا مقابلہ کرو غرضیکہ تمام مسلمان متحد ہو کر لڑے فتح ہوئی۔"

(الافاضات الیومیہ جلد 3 صفحہ 253، 254، جلد 4 صفحہ 164، جلد 8 صفحہ 138۔ مقالات حکمت جلد 2 صفحہ 301، 302 ادارہ تالیفات اشرفیہ)

حالانکہ تھانوی صاحب خود تعزیہ کو شرک کہتے ہیں بلکہ اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں۔ جیسا کہ تعلیم الدین میں "اشراک فی العبادۃ" کے عنوان کے تحت مختلف امور ذکر کیے گئے ہیں،

ان میں تعزیہ کا بھی ذکر ہے، جیسا کہ لکھتے ہیں:

تعزیہ اشراک فی العبادۃ

"چھڑئیں نکالنا، تعزیہ علم وغیرہ رکھنا" (تعلیم الدین صفحہ 29 دارالاشاعت کراچی)

ایک اور مقام پر جناب تھانوی نے لکھا ہے:

"خود تعزیہ کا بنانا ہی بہت بڑا گناہ ہے اور بعض کا یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں حضرات کربلا تشریف لاتے ہیں اور اسی لئے تعزیوں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں ۔ان کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ان پر عرضیاں لڑکاتے ہیں یہ سب شرک ہے۔" (مقالات حکیم الامت جلد 22، زوال السّنۃ عن اعمال السّنۃ، صفحہ، 200، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

تھانوی صاحب اور یعقوب صاحب نے اپنے ہی اصول کے مطابق تعزیہ کی اجازت دیتے ہوئے اشراک فی العبادۃ کی راہ ہموار کی اور شرک کے پرچار میں حصہ دار ہوئے۔ اور خود ساجد نجدی کے اصولوں سے اپنی کتب و فتاویٰ اور اصولوں کے مطابق مشرک ٹھہرے۔ دیوبندیت ان کا اپنا بنایا ہوا دین ہے، چاہے کسی کو مشرک بنا دیں، چاہے کسی کو شرک کی دعوت دیں یا کسی کو شرک کی اجازت دیں۔ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان کے نزدیک شیعہ عوام گمراہی کے اس درجے میں نہیں:

شیعہ عوام گمراہی میں اس درجہ کے نہیں

"ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ شیعوں کے عوام الناس گمراہی میں اس درجہ کے نہیں جس درجہ کے ان کے خواص ہیں ہر وقت تلبیس کی تدابیر

سوچتے رہتے ہیں۔"

(افاضات الیومیہ جلد 4 صفحہ 97 شوال 1423ھ، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

جب اہل سنت کے عوام کی بات آتی ہے تو ان پر بدعت اور شرک کے فتوے لگانے میں ذرا سی بھی دیر نہیں کرتے، لیکن جب روافض کی بات آتی ہے تو پھر ان کے لیے یہ حیلے بہانے پیش کیے جاتے ہیں کہ وہ گمراہی کے اس درجے میں نہیں۔ یہ دیوبندی اصولوں کے مطابق روافض کی طرف میلان اور شیعوں کی ہمنوائی نہیں تو کیا ہے؟ دوسری طرف یہی دیوبندی ٹولہ شیعہ کافر کے نعرے دیواروں پر لکھتے نہیں تھکتا۔ میں دیوبندی اصولوں کی روشنی میں ان کے متوالوں سے کہتے ہیں کہ اپنے حکیم الامت کی بھی خبر لیجئے جو شیعہ عوام کے لیے تاویلات پیش کر رہے ہیں۔

سنی باپ کی میراث سے شیعہ کو حق ملے گا

"زید کا انتقال ہوا جو سنی المذہب تھا، اس کے صرف دو بیٹے ہیں، ایک سنی دوسرا شیعی، آیا دونوں وارث ہوں گے یا صرف سنی؟

الجواب: جو اختلاف دین مانع توارث ہے وہ اختلاف کفراً و اسلاماً ہے نہ کہ سنۃً و بدعۃً، پس جو شیعی کھلم کھلا کفریہ عقائد کا قائل نہ ہو وہ سنی کا وارث ہوگا۔"

(امداد الفتاویٰ جلد 4 صفحہ 355 مکتبہ دار العلوم کراچی نومبر 2018ء)

شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے

"سوال (672) ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شیعہ کے ذبیحہ کی حلت میں علماء اہلسنت کا اختلاف ہے، راجح اور صحیح قول

یہ ہے کہ حلال ہے۔"

(امداد الفتاویٰ جلد 3 صفحہ 608 مکتبہ دار العلوم کراچی نومبر 2018ء)

ایک مقام پر شیعہ کے نماز جنازہ کو بوقت ضرورت جائز لکھتے ہیں:

شیعہ کا جنازہ جائز

" فی نفسہ منہی عنہ ہے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو جائز ہے اور ضرورت کی حقیقت دفع مضرت ہے نہ کہ جلب مصلحت۔"

(امداد الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 630 مکتبہ دار العلوم کراچی اکتوبر 2018ء)

دیوبندی اصولوں اور کتب کی روشنی میں جناب تھانوی کے خاندان، تعلیمات اور معمولات پر شیعہ اثرات بالکل واضح ہیں، بلکہ ساجد نجدی کے اصولوں کی روشنی میں جناب تھانوی خود اپنے کتب و اصول کے مطابق نہ صرف شیعہ اور رافضی ٹھہرے بلکہ کافر اور مشرک بھی ثابت ہوئے۔ (ماخوذ: سوانح تھانوی جلد اول۔ جلد پنجم)

الحمدللہ رب العلمین و الصلوۃ و السلام علی سید المرسلین اما بعد!
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیت غار پر ڈھکو اور اکابرین شیعہ کے اعتراضات کے جوابات

یعنی اس اَفۡضَلُ الۡخَلق بَعۡدَ الرُّسُل
ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ ہجرت پہ لاکھوں سلام

از قلم عبید الرضا ارسلان قادری رضوی حفظہ اللہ

یوں تو اللہ جل شانہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر صحابی کو امتیازی خصوصیات عطا فرمائیں ان کو عزت و مقام سے نوازا، رفعت و بلندی کے بحر بے کراں جیسی وسعتیں عطا فرمائیں، ان کا ستارہ، منارہ ہدایت بن چکا مگر جو رفعت، عظمت، بلندی مرتبہ و مقام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ملا وہ کسی کے حصہ میں نہ آیا قرآن مجید برہان الرشید میں اعلان باری تعالی ہوا کہ:

ثَانِیَ اثۡنَیۡنِ اِذۡ ھُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا - فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلَیۡہِ وَ اَیَّدَہٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡھَا وَ جَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا السُّفۡلٰی - وَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الۡعُلۡیَا - وَ اللّٰہُ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ (التوبہ 40)

صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر اپنا سکینہ (اطمینان) اتارا اور ان فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے نہ دیکھی اور کافروں کی بات نیچے ڈالی اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے

یہ آیت مبارکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت و رفعت پہ ایسی دلیل قطعی ہے جس کا انکار

ممکن نہیں اسی لئے علما فرماتے ہیں دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صحابیت کا منکر روایت کا منکر ہو کر گمراہ ہوا جبکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر اس آیت مبارکہ کا منکر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہوا۔

جس مذہب میں تین، چار صحابہ کے علاوہ سب مرتد ہو گئے ہوں جن کے نزدیک موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے ان کے قرآن کے سترہ ہزار آیات ہیں ان کے نزدیک یہ آیت شان و عظمت کی دلیل کہاں بن سکتی ہے؟

جو لوگ امامت کے حق میں منصوص من اللہ کا دعوی کریں ان کو کہیں سے قطعی دلیل نہ ملے تو ان کا کام دیگر دلائل کو مشکوک بنانا ہے۔

ان شاء اللہ عزوجل اس تحریر میں ہم روافض کے اس آیت مبارکہ پر اعتراضات آپ کے سامنے رکھیں گے اور ان کے جواب مسلمات الخصم سے پیش کریں گے زیادہ تر گفتگو الزامی انداز میں ہوگی کیونکہ روافض کے پاس کوئی مثبت دلیل اس آیت کی بابت نہیں جس سے شان صدیقی کا انکار کیا جا سکے عقلی شیطانی ڈھکوسلوں، لغو و باطل تاویلات سے انہوں نے شان صدیقی کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے ہم ان شاء اللہ عزوجل ان کی شان صدیقی میں گستاخیاں بھی واضح کریں گے اور انہی کے مسلمات سے اس کا جواب بھی دیں گے۔

محمد حسین ڈھکو علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

”آیت غار جناب ابوبکر صاحب کے لئے باعث فخر و ناز نہیں بلکہ موجب غار و شنار ہے“

(تجلیاتِ صداقت ص64)

یہ تو ہم آگے چل کر بیان کریں گے کہ اس آیت مبارکہ کے ایک ایک لفظ سے عظمت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پہلو نکلتا ہے کہ نہیں آگے چل کر ہم آیات بینات اور روایات بھی پیش کریں گے ڈھکو علیہ ما علیہ کا یہ کہنا اس آیت سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت نہیں معاذ اللہ موجب غار و شنار ہے کس حد تک درست ہے ان کے ان الفاظ کی دھار کہاں کہاں جائے گی آنے والے اوراق میں آپ اندازہ لگا لیں گے۔

اسی آیت مبارکہ سے مناظر اہل سنت امام المناظرین فاتح فتنہ رافضیت و خارجیت مولانا قاضی کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ علیہ نے جب استدلال کیا کہ اس آیت مبارکہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب ثابت ہوتے ہیں

اور چند امور ثابت فرمائے

1......ہجرت کے لئے انتخاب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

2......ثانی اثنین کی شان یکتا

3......صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا

4......لا تحزن کی تسلی الٰہی

5......ان اللہ معنا کا تحفہ

6......فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ سَکِیۡنَتَہٗ عَلَیۡہِ کی تسلی رحمت

یہ وہ سارے انعامات تھے جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عطا ہوئے اب روافض کا انہی امور پر اعتراض ہے ہم ان شاء اللہ عزوجل بالترتیب انہی امور پر گفتگو کریں گے اور روافض کے اعتراضات کا جواب بھی پیش کریں گے اللہ تعالی شانہ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے آمین

ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک وسلم

روافض کا یہ اعتراض کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے لئے منتخب نہ فرمایا بلکہ وہ راستے میں مل گئے تھے

یہاں پر ہم روافض کی عبارات آپ کے سامنے رکھتے ہیں اس کے بعد اس پر تبصرہ بھی کریں گے

ڈھکو علیہ ماعلیہ لکھتا ہے:

"تقدیم الایام سے اہل خلاف اس آیت مبارکہ سے تین طرح سے فضیلت ابوبکر پر استدلال کیا کرتے تھے جو اگرچہ فی نفسہ تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہے جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا ان شاء اللہ ابوبکر کو صاحب رسول کہا گیا ہے آنحضرت نے ابوبکر کو اپنے ساتھ شامل کر کے فرمایا ہے ان اللہ معنا خدا ہمارے ساتھ ہے خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔ مگر مولوی کریم الدین آف بھیں نے ایک چوتھے استدلال کا اضافہ کیا ہے کہ حبیب خدا نے اپنے رفیق سفر سے فرمایا لا تحزن مولوی صاحب کا یہ طرز استدلال دیکھ کر ہمیں ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے کہتے ہیں کہ کسی عمر رسیدہ آدمی کی کسی بڑے دربار میں گالیاں دے کر توہین کی گئی مگر اس کی کم عقل اولاد اس بات پر فخر بات کیا کرتی تھی کہ اس بزرگ کی اولاد ہیں جس کی فلاں بڑے دربار میں بے عزتی کی گئی تھی۔

بلاشبہ یہی کیفیت ابوبکر اوران کے مداح خاص مولوی کرم الدین صاحب کی ہے۔ اس بے چارے سفید ریش بزرگ کو بچوں کی طرح بارگاہ نبوی سے سرزنش کی جار

ہی ہے کہ چپ بھی کر رو رو کر کیوں مغز کھا گئے ہو۔ مگر ان کے نادان دوست اس کی اس رسوائی پر فخر و ناز کر رہے ہیں۔" (تجلیاتِ صداقت ص122)

ان شاء اللہ عزوجل اگلے صفحات میں آپ اس اعتراض کا تسلی بخش جواب دیکھیں گے یہاں اعتراض کا خلاصہ پیش کر دیتے ہیں جملہ روافض کے نزدیک "لا تحزن ان اللہ معنا" کہنا باعث فضیلت نہیں بلکہ باعثِ زجر ہے، ابوبکر صدیق کو معاذ اللہ، اللہ تعالی شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین نہ تھا اس لئے لا تحزن کہا گیا اور ان اللہ معنا کہا گیا۔ یہ بات کوئی فضیلت کی بات نہیں۔

الجواب بعون فضل الوہاب

انسان جب حسد، بغض وعناد میں حد سے گزر جاتا ہے تو ایسی باتیں کرنا اس کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتیں یہ فضیلت نہ سمجھیں قرآن مجید میں بیان کردہ اوصاف کو نہ مانیں، معیت الہی، معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تسلی الہی اور تسلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باعث تسلی نہ سمجھیں۔ عبدالکریم مشتاق (رافضی) علیہ ما علیہ، مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"جناب امیر علیہ السلام ہی ہجرت کے مسبب فاعلی ہیں۔ اگر وہ جناب بستر رسالت پر نہ سوتے تو ہجرت ہی نہ ہوتی یہ تمام مہاجرین صحابہ پر جناب امیر علیہ السلام کا احسان ہے" (یار رسول اور غار ثور ص80)

روافض کا بغض دیکھیں کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم جو صرف بستر پر سوئے اس سے یہ فضیلت کا پہلو نکال رہے ہیں جو ہجرت کا سفر کر کے ساتھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت

میں وقت گزارا اپنی جان کی پروا نہیں کی، یہ ان کو باعث فضیلت نہ لگا۔

اسی طرح آگے لکھتا ہے:

”جناب امیر حضرت عیسیٰ کے مشہور حواری“ سینٹ پیٹرز (پرس) سے بدرجہا افضل ثابت ہوئے کہ جس نے جناب مسیح کو خلاف شان لفظوں سے یاد کیا اور پیرو ہونے سے انکار کیا اور اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔

یہوداہ سے کئی درجے بہتر تھے کہ جس نے جناب مسیح کو تیس درہم لیکر پکڑوا دیا دیگر جناب سیدنا و مولانا علی المرتضیٰ نے اپنی نوجوان عمر میں صداقت الشجاعت وفاداری وغم گساری کا بین ثبوت دیدیا۔ کفار و مشرکین کے ڈرانے دھمکانے پر راز نبوی کو افشا نہ کیا۔ تمام دنیا پر ثابت کر دکھایا کہ حقیقی غم خوار و جہاں شمار ایسے ہو مارا ایسے ہوا کرتے ہیں جناب مسیح کے حواری شمعون پطرس اور جناب امیر کی وفاداری کا مقابلہ کرلو“ (یار رسول اور غار ثور ص81,80)

لیجئے جناب! اس تحریر کو بار بار پڑھیئے بستر پہ سونے کو کیسا معیار فضیلت قرار دیا کہ پطرس و شمعون تک کی مثالیں بیان کر دیں مولا علی تو نوجوان تھے جبکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سفید ریش تھے نوجوان کے مقابلے میں سفید ریش کی بہادری و شجاعت دیکھیں کہ جہاں پورا مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کے درپے ہوا ہے وہاں تنہا صدیق اس جان کا محافظ بنا ہے یہودا اور شمعون کی مثالیں بیان کر کے عبد الکریم مشتاق علیہ ما علیہ نے اپنی مذہب پلید کی بنیادیں ملیا میٹ کی ہیں ایک جانب ڈھکو علیہ ما علیہ کے نزدیک معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایمان ثابت نہیں العیاذ باللہ تعالیٰ۔

تجلیاتِ صداقت ص 132 پر لکھتا ہے:

"یہاں تو سرے ایمان ہی ثابت نہیں (حضرت ابوبکر کا)"

ص 131 پر لکھتا ہے:

"ان کا (حضرت ابوبکر صدیق کا) نعمت ایمان سے تہی دامن ہونا ثابت ہو گیا"

معاذ اللہ اسی کتاب میں موصوف نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مشرک قرار دیا العیاذ باللہ تعالیٰ ان حوالہ جات کو بھی سامنے رکھیں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غار ثور میں تین دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قیام روافض کو بھی تسلیم ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کرنا ان کو بھی تسلیم ہے اب بقول عبدالکریم علیہ ماعلیہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، یہوداہ سے کئی درجے اس لئے بہتر ہیں کہ یہوداہ نے تیس درہم لیکر عیسی علیہ السلام کو پکڑ وادیا

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر ابوبکر صدیق معاذ اللہ مشرک تھے؟ اگر ان کا ایمان ثابت نہ تھا اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن تھے تو ارشاد فرمائیں کہ کیوں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخبری نہ کی؟ مشرکین کو کیوں خبر نہ بھیجی کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھ ہیں تین دن غار میں رہے کفار و مشرکین غار تک پہنچ آئے اللہ نے اپنی قدرت سے غار کی حفاظت بھی فرمائی اب جب وہ غار تک پہنچ آئے تو کیوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز فاش نہ کیا؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس واقعہ سے ان کا ایمان تہی سے دامن خالی نہ ہوا بلکہ ان کو افضل البشر بعد الانبیاء ہونے کا شرف ملا۔

افسوس کی بات تو یہ ہے رافضی فرقہ دن رات "النظر إلى علي عبادة" کا ورد کرتے ہیں علی کو یہ مقام کس کے صدقہ ملا؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے ملا تو جس نبی کے غلام کا چہرہ

دیکھنا عبادت ہوا اس مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین دن جیسے غار ثور میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ کسی اور کے حصہ میں نہ آیا۔

اور اگر بستر پر سونا فقط ہجرت کا فاعل حقیقی بنا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا رفیقِ سفر و غار ہونا بدرجہ اولیٰ ہجرت کا فاعل حقیقی ہوا۔

عبدالکریم مشتاق علیہ ماعلیہ لکھتا ہے:

"بہر حال حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم چار دن غار میں مقیم رہے۔ اور حسب حکم پیغمبر حضرت امیر علیہ السلام ان دنوں متواتر آب و طعام نہایت رازداری اور ہوشیاری سے پہنچاتے رہے" (یار رسول اور غار ثور ص 71)

دیکھیں کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم چار دن غار ثور میں آب و طعام پہنچاتے رہے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے اب یہوداہ و شمعون کی مثالیں دینے والے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ کافر و مشرک کہنے والے کہاں ہیں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھ بھی نہ کہہ سکے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کافر و مشرک کو ساتھ لیکر گھوم رہے ہیں؟

سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاموش رہنا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غار ثور میں ہونا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بھی تسلیم تھا کہ جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کر سکتے ہیں ایسے کوئی نہیں کر سکتا اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ایمان ابوبکر پر یقین تھا مگر آج کے روافض ایمان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر انگلیاں اٹھاتے ہیں **العیاذ باللہ تعالیٰ**۔

صاحب رسول ہونا باعث شرف ہے یا باعث زجر؟

روافض مذکورہ بالا علیہ ما علیہ کا یہ دعوی تھا کہ صاحب رسول ہونا باعث شرف نہیں۔اس پر روافض ملاحظہ ہوں:

نعمتہ اللہ جزائری علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"وأما إطلاق الصاحب عليه فقد أطلقه الله على الكافر في قوله: »إذ يقول لصاحبه وهو يحاوره) وعلى الحمار أطلق في فصيح الكلام وإذا خلوت به فبش الصاحب" (عقود المرجان ج2 ص 311 سورة التوبه آیت نمبر 40)

ڈھکو علیہ ما علیہ نے بھی ایسی ہی بات لکھی کہ:

"پرستاران ثلاثہ آیت میں وارد شدہ لفظ "لصاحبہ" پر بڑا زور دیا کرتے ہیں کہ اس میں ابوبکر صاحب کو رسول کا صاحب کہا گیا ہے حالانکہ اگر معمولی فکر وانصاف سے کام لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس لفظ میں قطعاً کوئی فضیلت نہیں ہے" (تجلیاتِ صداقت ص126)

آگے لکھتا ہے:

"قارئین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ صاحب اسے کہا جاتا ہے جو کسی کے ہمراہ ہو اور اس سے میل جول رکھتا ہوں۔اس میں یہ کوئی شرط نہیں کہ وہ مسلمان ہو یا کافر، مخلص ہو یا منافق عالم ہو یا جاہل عاقل ہو یا احمق نیک ہو یا بد جنتی یا جہنمی، بلکہ اس میں تو یہ بھی قید نہیں کہ انسان ہو یا حیوان، اور پھر حیوان ہے تو بیل ہو یا گدھا چنانچہ شاعر عرب کہتا ہے۔

إن الحمار مع الحمار مطية
فإذا خلوت به فبئس الصاحب

اس کے بعد لکھتا ہے:

"یہاں گدھے پر لفظ صاحب کا اطلاق کیا گیا ہے مقام عبرت وتدبر ہے"

(تجلیاتِ صداقت ص127)

ڈھکو علیہ ما علیہ نے یہ ہفوات شاتم اعظم شیخ مفید علیہ ما علیہ سے نقل کی ہے مفید علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"وأما قولك: أنه أضافه اليه بذكر الصحبة، فانه أضعف من الفضلين الأولين، لأن الصحبة تجمع المؤمن والكافر، والدليل على ذلك قول الله عز وجل: إذ قال لصاحبه وهو يحاوره، أكفرت بالذي خلقك من تراب ثم من نطفة، ثم سواك رجلا)

وأيضاً فان اسم الصحبة يقع بين العاقل وبين البهيمة، والدليل على ذلك من كلام العرب الذي نزل القرآن بلسانهم، فقال الله تعالى : وما ارسلنا من رسول إلا بلسان قومه۔

وقد سموا الحمار صاحباً فقالوا:

ان الحمار مع الحمار مطية
فاذا خلوت به فبئس الصاحب

وأيضاً فقد سموا السيف صاحباً، فقالوا في ذلك.

جاورت هنداً وذاك اجتنابي
ومعي صاحب كتوم اللسان

يعني السيف. فاذا كان اسم الصحبة يقع بين المؤمن والكافر، وبين العاقل وبين البهيمة، وبين الحيوان والجماد، فأي حجة لصاحبك؟

(شرح المنام ص 27_28)

یہاں تک ان کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ "**لصاحبہ**" کہنا باعث فضیلت نہ ہوا العیاذ باللہ تعالی جب گدھا صاحب ہو سکتا ہے تو اس میں معاذ اللہ تعالی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کیا فضیلت؟

الجواب بعون فضل الوہاب

رافضی لوگ ایسے گھٹیا مذہب سے تعلق رکھتے ہیں جو فضیلت گھڑنے پہ آئیں تو مخنف کے اقوال خبیثہ سے گھڑ لیں اور نہ ماننے پر آئیں تو قرآن مجید کی واضح نصوص سے فضیلت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کر دیں

یہ آیت شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ایسا منہ بولتا ثبوت ہے جس کا انکار ممکن نہیں یہاں روافض نے اپنی بے باکیاں و گستاخیاں خوب دکھائیں رد مقصود نہ ہوتا تو ایسی غلیظ عبارات کبھی نقل نہ کرتا۔

دیکھیں شیخ مفید علیہ ما علیہ، جزائری علیہ ما علیہ سے لیکر ڈھکو خبیث علیہ ما علیہ تک سب قرآن مجید کی نص کے مقابل میں کیا پیش کر رہے ہیں، اب شعروں سے قرآن مجید کی واضح

نصوص کو رد کرنے کے بعد آیت مبارکہ کا انکار اور شعر کی حقانیت کا پرچار کیا گیا اس سے بڑھ کر کلامِ الٰہی کی توہین کیا ہوسکتی ہے؟

ان کا یہ کہنا کہ "لصاحبه" کہنا باعث فضیلت نہیں یہ تو کافر مومن سب کے لئے ہوتا ہے تو یہ اس مذہب پلید میں تو کوئی فرق نہیں رکھتا لیکن اہل سنت کے ہاں "صحابی رسول" ہوتا ہی وہ ہے جو صاحب ایمان ہو اور زیارت رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوا ہو فرد اہل بیت بھی اولاً درجہ صحابیت سے بہرہ ور ہوں گے تو مقام اہل بیت ملے گا اگر درجہ صحابیت نہیں تو ان کا فرد اہل بیت سے بھی کوئی تعلق نہیں۔

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی صحابیت تو روایت سے ثابت ہوئی لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قرآن مجید کی آیت سے ثابت ہوئی اسی لئے ان کو یہ بات برداشت نہیں ہوتی تو "لصاحبه" پہ طرح طرح کے اعتراضات کئے لہٰذا ان کا اعتراض کہ گدھے پر بھی لفظ "صاحب" کا اطلاق ہوتا ہے تو جناب والا! ہر فرد اہل بیت پہ بھی لفظ "صاحب" کا اطلاق ہوتا ہے تو برداشت کا دامن وسیع رکھئے گا آپ کے ہی مسلمات ہیں آپ پر لوٹیں گے ہمارا یہ نظریہ قطعاً نہیں نہ ہم کسی کی توہین کو برداشت کرتے ہیں مولوی امینی علیہ ما علیہ نے "الغدیر" میں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے 248 القابات گنوائے جس میں سے ایک "صاحب رسول اللہ" بھی ہے، جناب والا! آپ کے نزدیک تو "صاحب" کافر، منافق، مشرک سب ہو سکتے ہیں تو اب بتلائیے کہ "صاحب رسول اللہ" ہونا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت کا باعث کیسے بنا؟

آپ کے نزدیک تو معاذ اللہ گدھا بھی "صاحب" ہوسکتا ہے تو بتلائیے کہ گدھے میں اور

معاذ اللہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں صاحب ہونے میں کیا وجہ فرق ہے؟
جیسے آپ کے نزدیک معاذ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مشرک ہوکر صاحب رسول بنے تو مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا صاحب رسول ہونا کون سی فضیلت کا حامل ہے جو اس لقب سے ان کو موسوم کیا؟

دیکھیں قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰى (سورۃ النجم آیت نمبر 2)

تمہارے صاحب نہ بہکے اور نہ ٹیڑھا راستہ چلے

یہاں بھی "صاحبکم" کا لفظ استعمال ہوا اب رافضیہ کے بقول صاحب کا لفظ تو گدھے کے لئے، کافر، مشرک، منافق سب کے لئے استعمال ہوتا ہے تو یہ باعث فضیلت نہ ہوا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ رافضیہ کے نزدیک یہاں "صاحبکم" سے کون مراد ہیں

نعمتہ اللہ جزائری علیہ ما علیہ ما ضل صاحبکم و ما غوی کے تحت لکھتا ہے:

"ماعدل محمد عن الطريق المستقيم"

آگے لکھتا ہے کہ:

"بتفضيله أهل بيته" (عقود المرجان ص 616 ج 5 تحت سورۃ النجم آیت نمبر 2)

تفسیرِ القمی میں اسی آیت کے تحت ہے:

"ماضل في علي"

تفسیر الصافی میں اسی آیت کے تحت ہے:

"ماعدل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من الطريق المستقيم"

وہ صراط مستقیم کیا ہے وہ بھی لکھا ہے:

"یعني في محبة علی بن أبي طالب"

یہاں سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں "صاحبکم" سے مراد نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وبارک وسلم مراد ہیں یہاں پر رافضیہ کے جو اعتراضات تھے وہ سب انہیں پر لوٹے کہ نہ لوٹے؟

روافض کی گفتگو اگر کوئی غیر مسلم پڑھ لے تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا؟ کوئی خارجی پڑھ لے تو وہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں کیا رائے قائم کرے گا؟

ڈھکو علیہ ما علیہ کہتا ہے:

"گدھے پر لفظ صاحب کا اطلاق کیا گیا ہے مقام عبرت وتدبر ہے"

(تجلیاتِ صداقت ص 127)

یہی بات کوئی غیر مسلم وخارجی کہے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ لفظ "صاحب" کا اطلاق کیا گیا جو گدھے پر بھی کیا گیا تو یہاں رافضی کہے گا مقام عبرت و تدبر ہے؟

اسی طرح خود تجلیاتِ صداقت میں ڈھکو نے کہا کہ:

"اسی طرح رسول خدا کو کفار کا صاحب کہا گیا ہے" (تجلیاتِ صداقت ص 127)

اب ارشاد فرمائیں صاحب لفظ کا اطلاق آپ نے گدھے پر کیا اب وہی لفظ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی تو بتائیں آپ کے اپنے ہی قواعد سے یہ توہین و گستاخی ہوئی کہ نہ

ہوئی؟

ہم مزید ایوان رفض میں ہم زلزلہ برپا کرتے ہیں

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ"، [سورۃ آل عمران؛ 61]

کے تحت روافض یہ کہتے ہیں:

يعني عليا خاصة. ولا يجوز أن يكون المعني به رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم. لأنه لا يجوز أن يدعو الإنسان نفسه

(عقود المرجان ج 2 ص 320 تحت سورۃ آل عمران آیت نمبر 61)

یہاں دیکھیں کہ روافض نے نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ بتلایا ہے ان کے لفظ "صاحب" پر جو تبصرے تھے وہ ہم نقل کر چکے ہیں کہ "صاحب رسول" ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں وہ کفار، مشرکین حتی کہ معاذ اللہ گدھا بھی ہوسکتا ہے دیکھیں ان کے انہی استدلال کی روشنی میں ہم دیکھتے ہیں کہ کیا "نفس رسول" ہونا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ ہے؟

سورۃ التوبہ میں ارشاد ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (128)

بتلایئے کہ من انفسکم کا خطاب کون لوگ ہیں؟ کیا یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

مراد ہیں؟

اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مراد نہیں تو کون لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا رسول ان کے نفسوں میں سے تشریف لائے؟

کتب تفاسیر شیعہ اٹھا کر دیکھیں ملا کاشانی علیہ ماعلیہ نے لکھا کہ:

"من جنسکم عربي" وہ اہل عرب تھے۔

اب نفس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونا شیعہ کے استدلال کے مطابق مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خاصہ کہاں ہوا؟

جس طرح لفظ "صاحب" پر روافض نے اعتراضات کئے ایسے ہی کوئی اٹھ کر یہاں اعتراض کرے تو روافض کیا جواب دیں گے؟ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان کا انکار کرتے کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شان پر ہی رکیک حملے کر بیٹھے تو روافض کا کیا جواب ہوگا؟

سورۃ الاحزاب کی مشہور آیت جو ہر رافضی کی زبان پر ہوتی ہے جس سے اپنے ائمہ کو ائمہ معصوم ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا

(الاحزاب 33)

"اے نبی کے گھر والو! اللہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے"

روافض کے نزدیک اس آیت سے مراد حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسن وحسین

رضوان اللہ علیہم اجمعین مراد ہیں۔

اب ہم قرآن مجید سے ہی پوچھتے ہیں کہ کیا یہ ان افراد اہل بیت کا ہی خاصہ ہے؟

سورۃ الانفال میں ارشاد ربانی ہے:

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (11)

یاد کرو جب اس نے اپنی طرف سے تمہاری تسکین کے لئے تم پر اونگھ ڈال دی اور تم پر آسمان سے پانی اتارا تاکہ اس کے ذریعے وہ تمہیں پاک کردے اور تم سے شیطان کی ناپاکی کو دور کردے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے اور اس سے تمہارے قدم جمادے۔

یہاں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کہ بدر میں شامل تھے ان کے بارے میں ارشاد ہوا کہ

لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ

بتلایئے کہ سورۃ الاحزاب میں جو انعامات ذکر ہوئے اس سے بڑھ کے انعامات تو غزوہ بدر کے شرکا کے لئے بیان ہوئے تو آپ کے قواعد کے مطابق یہ افراد اہل بیت کا خاصہ کیسے رہا؟

اسی طرح سورۃ المائدہ آیت نمبر 6 میں ارشاد ہوا کہ:

مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (6)

اللہ تم پر تنگی نہیں کرنا چاہتا لیکن تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور تا کہ اپنا احسان تم پر پورا کرے تا کہ تم شکر کرو۔

یہ وضو کے احکام بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا تو بتلایئے کہ اگر روافض کے ہاں "صاحب" کہنے میں کوئی فضیلت نہیں، گدھے پر بھی اس کا اطلاق، کافر ومشرک پہ بھی اس کا اطلاق تو آیت تطہیر اور باقی دو آیات بینات پیش کی گئیں پھر افراد اہل بیت اور شرکا بدر اور ہر بندہ مومن جو وضو کرے ان میں وجہ فضیلت کوئی نہ ہوئی ؟؟؟

اگر روافض ان آیات سے افراد اہل بیت کی فضیلت تسلیم کرتے ہیں، صاحبکم سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور افراد اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت و قرابت تسلیم کرتے ہیں تو "لصاحبه" میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت اس لفظ سے ہی ثابت ہے کہ جملہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بشمول مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی صحابیت روایت سے ثابت ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ وہ واحد صحابی ہیں جن کی صحابیت قرآن مجید کی آیت مبارکہ سے ثابت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں شریف مرتضی علم الہدی علیہ ما علیہ نے جو واقعات نقل کئے اس کے حاشیہ میں مولوی شریف حسین لکھتا ہے:

"نبی اکرم نے فرمایا: أَنْتَ صَاحِبُ لِوَائِي فِي الدُّنْيَا وَ الآخِرَةِ یہ حدیث میرے لئے فرمائی تھی یا آپ کے لئے؟ جواب ملا کہ آپ کے لئے فرمائی تھی"

(تنزیہ الانبیاء والائمہ مترجم ص309)

اب ارشاد فرمائیں جب آپ کے بقول کافر، مشرک، گدھا، خچر، گھوڑا کوئی بھی "صاحب

رسول" ہوسکتا ہے اور یہ باعث فضیلت بھی نہیں تو یہ بات کیا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معلوم نہ تھی؟ یا پھر یہاں بھی جھوٹ گھڑ کر۔ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جانب منسوب کیا؟

روافض کے تابوت میں آخری کیل

روافض لفظ شیعہ پر جب دلائل دیتے ہیں تو اپنے ناپاک مذہب کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے منسوب کرتے ہوئے سورۃ الصافات کی آیت سے استدلال کرتے ہیں:

وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ (83)

اس آیت کے تحت تفسیر قمی، مجمع البیان، صافی میں امام باقر رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ "لفظ شیعہ ہمیں موسی علیہ السلام وابراہیم علیہ السلام سے ملا"

نعمۃ اللہ جزائری علیہ ما علیہ اسی آیت کے تحت لکھتا ہے:

عن أبي عبد الله: »و إن من شيعته«، أي: من شيعة علي »لإبراهيم«. و إن من شيعته لإبراهيم«. لا يبعد اتفاق شرعهما في الفروع أو غالباً. و كان بين نوح و إبراهيم ألفان و ستمائة و أربعون سنة. و كان بينهما نبيان هود و صالح عن أبي بصير عن أبي جعفر قال: ليهنئكم الاسم. قلت: و ما هو؟ قال: الشيعة. قلت: إن الناس يعيرو ننا بذلك! قال: أما تسمع قول الله سبحانه: »و إن من شيعته لإبراهيم« و قوله: »فاستغاثه الذي من شيعته

(عقود المرجان ج4 ص 220)

لیجئے جناب! یہاں سے روافض نے واضح طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے شیعہ

ہونے پر استدلال کیا اب یہاں لفظ شیعہ دیکھ کر جو اچھل رہے تھے ان کو ہم قرآن مجید کی دوسری آیت مبارکہ بھی دکھاتے ہیں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ-اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ یُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (الانعام159)

کہئے کہ یہاں بھی لفظ "شیعہ" پہ اچھل کود کریں گے کہ نہیں؟ یہاں تو ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور شیعہ ہو گئے اے محبوب ﷺ! آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

تو کیا اب روافض یہ کہنا چاہتے ہیں معاذ اللہ کہ نبی پاک ﷺ کا ابراہیم علیہ السلام سے کوئی تعلق نہ تھا؟

یقیناً سیدنا ابراہیم علیہ السلام جد اعلیٰ ہیں نبی پاک ﷺ کے مگر جو شیعہ ہوئے ان سے واقعتاً نبی پاک ﷺ کا کوئی تعلق نہیں۔

سورۃ القصص آیت نمبر 15 میں موسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں کو شیعہ کہا گیا ارشاد ربانی ہے:

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿15﴾

اب ارشاد فرمایئے جناب والا!

موسیٰ علیہ السلام کے دشمن بھی شیعہ، دین میں تفرقہ پھیلانے والے بھی شیعہ تو آپ کے نزدیک تو وجہ فضیلت بھی کوئی نہیں تو آپ کس طرح خود کو استثناء دیں گے ان دو گروہوں سے؟

حقیقت یہ ہے کہ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 40 میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وہ شان عیاں ہے جو کسی رافضی سے برداشت نہیں ہوتی وگرنہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا صاحب رسول ہونا باعث فضیلت ہے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا صاحب رسول اللہ ہونا بھی باعث فضیلت ، اگر سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا بستر رسول پر سونا باعث فضیلت ہے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں غار ثور میں قیام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ایسی فضیلت ہے جو کسی اور کے حصہ میں نہ آئی ، اگر سیدنا المرتضی شیر خدا، کرم اللہ وجہہ الکریم کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلوت میں دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا ایسی عبادت ہے جو آج تک کسی کے حصہ میں نہ آئی اللہ تعالی شانہ روافض کے شاطرانہ ومکارانہ حربوں سے عوام الناس کو محفوظ فرمائے۔

لا تحزن فرمانا باعث فضیلت ہے کہ نہیں؟

روافض نے جیسے "لصاحبہ" پر بے ہودہ قسم کے اعتراضات کئے ایسے ہی "لاتحزن" پر بھی اعتراضات کئے۔

ڈھکو علیہ ما علیہ نے لکھا کہ:

"مولوی کریم الدین آف بھیں نے ایک چوتھے استدلال کا اضافہ کیا ہے کہ حبیب خدا نے اپنے رفیق سفر سے فرمایا لاتحزن مولوی صاحب کا یہ طرز استدلال دیکھ کر ہمیں ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے کہتے ہیں کہ کسی عمر رسیدہ آدمی کی کسی بڑے دربار میں گالیاں دے کر توہین کی گئی مگر اس کی کم عقل اولاد اس بات پر فخر بات کیا کرتی تھی کہ اس بزرگ کی اولاد ہیں جس کی فلاں بڑے دربار میں بے عزتی کی گئی تھی۔

بلا شبہ یہی کیفیت ابوبکر اور ان کے مداح خاص مولوی کرم الدین صاحب کی ہے۔ اس بے چارے سفید ریش بزرگ کو بچوں کی طرح بارگاہ نبوی سے سرزنش کی جار ہی ہے کہ چپ بھی کرو رو رو کر کیوں مغز کھا گئے ہو۔ مگر ان کے نادان دوست اس کی اس رسوائی پر فخر و ناز کر رہے ہیں۔" (تجلیاتِ صداقت ص 122)

اسی طرح علی اکبر علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"رسول اللہ نے ابوبکر سے کہا ان اللہ معنا یعنی اللہ ہمارے ساتھ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ جناب ابوبکر پر انتہائی حزن و ملال کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ محمد حسین ہیکل کہتے ہیں کہ مارے گھبراہٹ کے ان کی پیشانی سے پسینے چھوٹنے لگے تھے (سیرت ابوبکر) ایسی صورت میں تسلی کے لئے یہی کہا جا سکتا تھا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے غم نہ کرو ان تسلی کے لفظوں کو جناب ابوبکر کی فضیلت قرار دیا اور ان لفظوں کو محبوبیت الہی کی دلیل سمجھنا حسن ظن والی بات ہے ورنہ اگر ایسے موقع پر کوئی مشرک بھی رسول اللہ کے ساتھ ہوتا تو آپ اس سے بھی یہی کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ اس وقت دونوں ایک کشتی کے سوار ہوتے: خطرہ ہوتا تو دونوں ہی کے لئے ہوتا"۔ (شیخ سقیفہ ص 43)

پھر یہی اکبر علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"یہاں ایک قابل غور بات یہ بھی ہے کہ قرآن نے تو اللہ والوں کی یہ شان بیان کی ہے کہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون یعنی اللہ کے دوستوں کے دلوں میں کوئی خوف نہیں ہوتا اور نہ وہ غم و اندوہ میں مبتلا ہوتے ہیں مگر یہاں

رسول اللہ کے سائے میں بیٹھے ہیں، پھر بھی اتنی گھبراہٹ کہ ان کے پسینے چھوٹ گئے" (شیخ سقیفہ ص44)

اسی طرح ڈھکو علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"ابوبکر کا غار میں حزن و بے قراری کا اظہار کرنا اور رسول خدا کو بھی بے آرام کرنے کی کوشش کرنا نا قابل تردید شواہد سے ثابت ہے چنانچہ تفسیر ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان طبع مصر پر لکھا ہے۔ **فجعل ابو بکر یجزع ان یطلع علیهم احد** ابوبکر نے اس خوف سے جزع فزع شروع کردی کہ کوئی کافران پر مطلع نہ ہو جائے تفسیر کبیر طبع مصر میں ہے۔ **بکی ابو بکر** اس وقت ابوبکر رونے لگے (۳) تفسیر بیضاوی میں لکھا ہے۔ **ان ابا بکر کان منزعجا** ابوبکر منزعج تھے۔ انزعاج کے معنی لغت میں قلق و اضطراب اور بلند آواز سے آہ و فغاں کرنے کے ہیں"

(تجلیاتِ صداقت ص132)

اسی طرح کا اعتراض سجاد حسین علیہ ما علیہ نے "حقیقت الصدیق بجواب سیرت الصدیق" ص224 اور عبدالکریم مشتاق علیہ ما علیہ نے "یار سول اور غار ثور" ص85 میں کیا ہے۔

الجواب بعون فضل الوہاب

یہ اعتراض بھی گزشتہ اعتراض کی طرح ہے اس اعتراض میں چند امور قابل غور ہیں روافض کے نزدیک لاتحزن کہنا بھی شرف کی بات نہیں اور جسے حزن ہو وہ ولی نہیں ہوتا ڈھکو علیہ ما علیہ کے نزدیک تو یہ گالی ہے۔ **العیاذ باللہ تعالی**

ڈھکو علیہ ما علیہ کی بارگاہ الوہیت وشان انبیائے کرام علیہم السلام میں گستاخی

ڈھکو علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

ہمیں ایک لطیفہ یاد آ گیا ہے کہتے ہیں کہ کسی عمر رسیدہ آدمی کی کسی بڑے دربار میں گالیاں دے کر توہین کی گئی مگر اس کی کم عقل اولاد اس بات پر فخر بات کیا کرتی تھی کہ اس بزرگ کی اولاد ہیں جس کی فلاں بڑے دربار میں بے عزتی کی گئی تھی۔ بلاشبہ یہی کیفیت ابو بکر اور ان کے مداح خاص مولوی کرم الدین صاحب کی ہے" (تجلیاتِ صداقت ص122)

اب بقول ڈھکو علیہ ما علیہ "لا تحزن" کی تسلی معاذ اللہ گالی تھی جو اللہ جل شانہ نے معاذ اللہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دی اب گویا کہ ڈھکو علیہ ما علیہ، اللہ جل وعلا کو گالی گو کہہ رہا ہے العیاذ باللہ تعالیٰ۔

موصوف نے ایک لطیفہ سنایا اب ہم ان کو دکھاتے ہیں کہ لا تحزن کی تسلی کس کس کو اللہ تعالیٰ شانہ نے دی،

سورۃ القصص میں ارشاد ہوا:

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوْسٰۤی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ وَ لَا تَخَافِیْ وَ لَا تَحْزَنِیْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (7)

اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو اِلہام فرمایا کہ اسے دودھ پلا پھر جب تجھے اس پر خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دے اور خوف نہ کر اور غم نہ کر، بیشک ہم اسے تیری طرف پھیر لائیں گے اور اسے رسولوں میں سے بنائیں گے۔

دیکھیں **وَ لَا تَخَافِیۡ وَ لَا تَحۡزَنِیۡ** سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو فرمایا گیا تو گویا ڈھکو علیہ ما علیہ کے نزدیک ان کو بھی چھوٹے بچے کی طرح تسلی دی گئی؟ بچے کو بہلانے کے لئے تسلی زیادہ تر جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے اب معاذ اللہ رافضی کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اللہ جل شانہ معاذ اللہ اکثر جھوٹ بولتا ہے العیاذ باللہ۔

سورۃ العنکبوت میں ارشاد ہوا:

وَ لَمَّاۤ اَنۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِیۡٓءَ بِہِمۡ وَ ضَاقَ بِہِمۡ ذَرۡعًا وَّ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ وَ لَا تَحۡزَنۡ ۔ اِنَّا مُنَجُّوۡکَ وَ اَہۡلَکَ اِلَّا امۡرَاَتَکَ کَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ (33) **اِنَّا مُنۡزِلُوۡنَ عَلٰۤی اَہۡلِ ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃِ رِجۡزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوۡا یَفۡسُقُوۡنَ** (34)

اور جب ہمارے فرشتے لوط کے پاس آئے تو انہیں فرشتوں کا آنا برا لگا اور ان کے سبب دل تنگ ہوا اور فرشتوں نے کہا: آپ نہ ڈریں اور نہ غمگین ہوں، بیشک ہم آپ کو اور آپ کے گھر والوں کو بچانے والے ہیں سوائے آپ کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہے۔ بیشک ہم اِس شہر والوں پر آسمان سے عذاب اتارنے والے ہیں کیونکہ یہ نافرمانی کرتے تھے۔

اب یہاں حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کو فرمایا گیا **لَا تَخَفۡ وَ لَا تَحۡزَنۡ**، گویا کہ قوم رافضیہ کے مطابق سیدنا لوط علیہ السلام کو بھی جھوٹی تسلی دی گئی اور معاذ اللہ ان کو بھی گالی دی گئی؟

سورۃ القصص میں ارشاد ہوا:

وَ اَنۡ اَلۡقِ عَصَاکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہَا تَہۡتَزُّ کَاَنَّہَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدۡبِرًا وَّ لَمۡ یُعَقِّبۡ ؕ یٰمُوۡسٰۤی اَقۡبِلۡ وَ لَا تَخَفۡ ۔ اِنَّکَ مِنَ الۡاٰمِنِیۡنَ (31)

اور یہ کہ ڈال دے اپنا عصا پھر جب موسیٰ نے اُسے دیکھا لہراتا ہوا گویا سانپ ہے پیٹھ پھیر کر چلا اور مُڑ کر نہ دیکھا اے موسیٰ سامنے آ اور ڈر نہیں بے شک تجھے امان ہے۔

سورۃ القصص میں ہی ارشاد ہے:

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ - قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا - فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ - قَالَ لَا تَخَفْ - نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ (25)

تو ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ کے پاس شرم سے چلتی ہوئی آئی (اور) کہا: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ آپ کو اس کام کی مزدوری دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ تو جب موسیٰ اس (والد) کے پاس آئے اور اسے (اپنے) واقعات سنائے تو اس نے کہا: ڈرو نہیں، آپ ظالموں سے نجات پا چکے ہو۔

آیت نمبر 13 ہے کہ:

فَرَدَدنٰهُ اِلٰی اُمِّهٖ کَی تَقَرَّ عَینُهَا وَ لَا تَحزَنَ وَ لِتَعلَمَ اَنَّ وَعدَ اللہ حَقٌّ وَ لٰکِنَّ اَکثَرَهُم لَا یَعلَمُونَ

پس ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس لوٹا دیا تا کہ ان کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ رنجیدہ نہ ہوں اور تا کہ وہ جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس مضمون کی کئی دیگر آیات موجود ہیں جس میں انبیائے کرام علیہم السلام اور برگزیدہ ہستیوں کو اللہ جل شانہ نے لا تحزن کہہ کر مخاطب فرمایا لا تخف کہہ کر مخاطب فرمایا اب رافضیہ یہاں اس لطیفہ کا اطلاق کریں گے جو انہوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے کیا؟

روافض کا انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی ولایت سے انکار

اکبر علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"یہاں ایک قابل غور بات یہ بھی ہے کہ قرآن نے تو اللہ والوں کی یہ شان بیان کی ہے کہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون یعنی اللہ کے دوستوں کے دلوں میں کوئی خوف نہیں ہوتا اور نہ وہ غم واندوہ میں مبتلا ہوتے ہیں مگر یہاں رسول اللہ کے سائے میں بیٹھے ہیں، پھر بھی اتنی گھبراہٹ کہ ان کے پسینے چھوٹ گئے" (شیخ سقیفہ ص 44)

گزشتہ آیات جو ہم نے پیش کی ہیں ان کو پیش نظر رکھیں اور لا تحزن پر اکبر علیہ ما علیہ کا کافرانہ تبصرہ دیکھیں تو یہ بات کھل کے سامنے آئی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اللہ نے فرمایا لا تحزن تو رافضیہ ان کی ولایت سے انکار پر اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ سے دلیل پکڑ لے آئے جو آیات ہم نے پیش کی ہیں ان میں تو اللہ جل وعلا انبیائے کرام علیہم السلام کو لا تحزن کے ساتھ ساتھ لا تخف بھی فرما رہا ہے اب رافضیہ کے قاعدے سے اگر لا تحزن کہنے سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت کا انکار ہوا تو بتائیں کہ انہوں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت سے انکار کیا یا نہیں؟ کیا اور ضرور کیا اس لئے ہم کہتے ہیں دنیا کا غلیظ ترین مذہب رافضی مذہب ہے۔

روافض کا انبیائے کرام علیہم السلام کو احمق و بزدل کہنا العیاذ باللہ تعالی

برکت علی علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

”خداوند عالم کا لا تحزن ان الله معنا فرمانا اس امر کا صریح ثبوت ہے کہ ابو بکر بزدل ہونے کے علاوہ احمق بھی تھا شجاعت اور دانائی ہرگز اجازت نہیں دے سکتی کہ ایسے نازک موقعہ پر نالہ وبکا شروع کر دیا جائے ابو بکر کے رونے سے یہ بات بھی ضمناً ثابت ہوتی ہے۔ کہ اس کا ایمان راسخ نہ تھا۔ ورنہ وہ بجائے اس کے کہ آنحضرت اس کو تسلی فرماتے آنحضرت سے عرض کرتا کہ آپ کچھ پرواہ نہ کریں یہ غلام آپ کے پسینے کی جگہ خون بہائے گا اور جب تک زندہ ہے آپ کا بال تک بیکا نہ ہونے دے گا“ (کلید مناظرہ ص 122)

دیکھیں جو آیات ہم نے پیش کی ہیں ان میں انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ جل شانہ نے مخاطب کر کے لا تحزن و لا تخف فرمایا اب برکت علیہ ما علیہ کے استدلال کے مطابق چاہئے تو یہ تھا کہ انبیائے کرام علیہم السلام شہادت حاصل کر لیتے مگر خوف وحزن نہ لاتے وہ اللہ سے عرض کرتے مولا جب تک ہم ہیں تیرے نام پر حرف نہیں آئے گا برکت علیہ ما علیہ کے مطابق تو معاذ اللہ، انبیائے کرام علیہم السلام کا ایمان بھی مکمل نہ تھا العیاذ باللہ تعالی۔

رافضیہ کے بقول تو جو ڈر کھائے ،غم کھائے وہ ولی نہیں ہوسکتا ہے یہ احمق و بزدل ہونے کی علامت ہے ہم آپ کو کتب روافض سے ہی چند نمونے پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں روافض کے مناظر اعظم علم الھدی علیہ ما علیہ کی کتاب ”تنزیہ الانبیاء و الائمہ“ سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں روافض کے بقول خلافت ، خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے

غصب کر لی تھی اب اس کے مختلف جوابات روافض دیتے ہیں ذرا ملاحظہ فرمائیں علم الھدی علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"آپ یہ دیکھ رہے تھے کہ حکومت کا ہاتھوں سے نکل جانا اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے لیکن اگر حصول حکومت کے لئے تلوار اٹھائی گئی تو عوام کی اکثریت مرتد ہو جائے گی اور دین اسلام کو چھوڑ دے گی۔ آپ اپنے ذاتی حق کے غصب ہونے کو برداشت کر سکتے تھے لیکن دین اسلام کے نقصان کو برداشت نہیں کر سکتے تھے"

(تنزیہ الانبیاء والائمہ مترجم ص 302)

یہاں شیعہ کا یہ مضحکہ خیز جواب پڑھ کر افسوس بھی ہوتا ہے ہنسی بھی آتی ہے کہ جن لوگوں کے مناظر اعظم کا یہ حال ہے ان لوگوں کی اپنی اوقات کیا ہو گی؟

ایک جانب رافضیہ کا یہ کہنا کہ تین چار کے علاوہ سب مرتد ہو گئے جیسا کہ رافضیوں کے پیشواؤں نے لکھا ہے

شیخ مفید علیہ ما علیہ جسے روافض کے ہاں ایک بڑا مقام حاصل ہے وہ لکھتا ہے:

"ان النبی ﷺ کما قبض ارتد الناس علی اعقابہم کفارا الا ثلاثا سلمان و المقداد و ابو ذر الغفاری" (الاختصاص ص ۱۸ علمی مطبوعات بیروت لبنان)

یعقوب کلینی علیہ ما علیہ نے روضہ الکافی میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی جانب منسوب کرتے یہی روایت بالفاظ دیگر نقل کی (جلد ۳ ص ۱۳۳ کتاب الروضہ روایت نمبر ۱۴۱ مطبوعہ منشورات الفجر بیروت لبنان)

باقر مجلسی علیہ ما علیہ نے حیات القلوب میں عیاشی سے بسند امام باقر رضی اللہ عنہ نقل کیا کہ سوائے

چار کے سب مرتد ہو گئے ۔(ترجمہ حیات القلوب ج ۲ ص ۹۲۳)

ایک جانب یہ کہنا کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جنگ اس لئے نہ کی کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں دوسری جانب یہ کہنا کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مرتد ہو گئے کیسا دوغلا پن ہے؟ اس سے کیا یہ مراد نہیں کہ یہ لوگ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے منصب پر ہاتھ ڈال رہے ہیں کہ معاذ اللہ، ان کے بعد تو لوگ مرتد ہو گئے مگر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا مقام، العیاذ باللہ تعالی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر تھا کہ انہوں نے لوگوں کو مرتد نہ ہونے دیا؟

یہاں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خلفائے ثلاثہ کے خلاف تلوار نہ اٹھانا بیان ہوا کہ خلافت غصب ہوئی تلوار حیدری حرکت میں نہ آئی، فدک غصب ہوا تلوار حیدری حرکت میں نہ آئی، بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی توہین کی گئی تلوار حیدری نیام سے باہر نہ نکلی، ان پر دروازہ گرایا گیا، رحم میں موجود بچے کو شہید کر دیا گیا مگر تلوار حیدری جوں کی توں ہی ہے

علم الہدی علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ملوک وسلاطین ظلم و جور کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کے دربار میں عالم بھی موجود ہوتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ نہی عن المنکر نہیں کرتے اور جب ان سے اس کا سبب پوچھا جائے تو کہا جاتا ہے کہ ہمارے لئے ایسا کرنے میں خطرات تھے۔ اس لئے ہم نے نہی عن المنکر سے اجتناب کیا۔ جبکہ ہم نے اپنی کتاب میں ایسی دسیوں روایات کی نشاندہی کی ہے کہ اس وقت امارات خوف موجود تھیں۔ اور وہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان سے ہر عقل مند بخوبی واقف ہے۔" (تنزیہ الانبیاء والائمہ مترجم ص 303)

لیجئے جناب! علم الھدی علیہ ما علیہ کے نزدیک ایسی کئی روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم تین خلفا کے دور میں خوف میں مبتلا تھے۔

مزید آگے چل کے لکھتا ہے:

"البتہ یہ درست ہے کہ آپ نے سقیفائی حکومت کے خلاف تلوار نہیں اٹھائی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے لئے قیام کی شرائط موجود نہ تھیں اور اس کی دو وجوہات تھیں۔ آپ اتنے مظلوم اور مغلوب ہو چکے تھے کہ آپ قیام نہیں کر سکتے تھے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ کے قیام کی وجہ سے مسلمان ہمیشہ کے لئے دو گروہوں میں تقسیم ہو جاتے اور یوں دین اسلام اپنی جنم بھومی ہی میں تباہ و برباد ہو جاتا۔ آپ اپنی محرومی پر صبر کر سکتے تھے لیکن دین اسلام کی تباہی نہیں دیکھ سکتے تھے اور قوم کی تفریق گوارا نہیں کر سکتے ہیں" (ص305)

افسوس کی بات تو یہ کہ قوم کا ارتداد بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برداشت کیا تلوار نہ اٹھائی اور روافض یہ لولی پاپ عوام کو دیں کہ خلفا کے خلاف تلوار نہ اٹھائی کہ مغلوب تھے خوف میں مبتلا تھے۔

یہاں ضمناً ایک بات عرض کرتا چلوں کہ رافضیہ کی یہ تاویل کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس لئے تلوار نہ اٹھائی کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں، امت میں تفریق نہ ہو جائے کیا یہ لوگ اسے تسلیم بھی کرتے ہیں یا اسکا چورن ہی بیچتے ہیں۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب خود رافضی نے اسی کتاب کے حاشیہ میں نقل کیا کہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کا سوال کہ

خلافت آپ نے کیوں سنبھالی کا جواب دیا کہ:

”حضرت ابوبکر نے کہا کہ اگر میں حکومت نہ سنبھالتا تو اندیشہ تھا کہ بہت سے عرب قبائل مرتد ہو جائیں گے اور امت میں خانہ جنگی ہوگی اور لوگ ایک دوسرے کو قتل کریں گے“ (تنزیہ الانبیاء والائمہ حاشیہ ص 307)

لیجئے جناب! جس جواب سے آپ اپنی عوام کو جھوٹی تسلی دے رہے تھے کہ مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس وجہ سے تلوار نہ اٹھائی تو وہ سبب تو خلافت سنبھالتے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی پیش نظر رکھا اگر مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا تلوار نہ اٹھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حق پر تھے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلافت کو سنبھالنا بھی ان کی دوراندیشی اور مصلح امت ہونے کی ایسی بین دلیل ہے کہ کسی رافضی کو اس سے انکار کی جرات نہیں ہونی چاہیئے۔

اب مترجم حاشیہ میں مزید گل افشانی کرتا ہے:

”قرآن مجید میں بیان ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب تورات لینے کے لئے کوہ طور پر گئے تو آپ نے اپنے بھائی حضرت ہارون کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا لیکن بعد میں سامری نے شرارت کی اور سونے کا ایک بچھڑا بنایا اور لوگوں سے کہا کہ یہ موسیٰ و ہارون کا معبود ہے۔ الغرض لوگ گمراہ ہو گئے اور حضرت ہارون کی تبلیغ کو نظر انداز کر دیا۔ جب حضرت موسیٰ تشریف لائے تو دیکھا کہ قوم گوسالہ پرستی میں مبتلا ہو چکی ہے۔ انھوں نے حضرت ہارون سے کہا کہ تم نے میری پیروی کیوں نہ کی اور جہاد کیوں نہ کیا۔ اس کے جواب میں حضرت ہارون نے دو جواب دیئے

تھے۔ پہلا جواب یہ تھا:

إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَ كَادُوا يَقْتُلُونَنِي (الاعراف:150)

قوم نے مجھے کمزور کردیا تھا اور قریب تھا کہ وہ مجھے قتل کردیتے۔

اور دوسرا جواب یہ تھا:

انِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي (طه:94)

مجھے یہ خوف تھا کہ آپ کہیں گے کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفریق پیدا کی ہے اور میرے فرمان کا انتظار نہیں کیا۔

چنانچہ ان دو وجوہات کی بنا پر میں نے جنگ نہیں کی۔ ادھر رسول اکرم نے حضرت علی سے فرمایا:

أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي..

تمھیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی بس میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ جب حضرت ہارون نے جنگ نہیں کی تھی تو مثیل ہارون علی کیسے جنگ کر سکتے تھے؟

جن وجوہات کی بنا پر حضرت ہارون نے جنگ نہیں کی تھی بعینہ انہی دو وجوہات کی بنا پر مثیل، ہارون حضرت علی نے بھی جنگ نہیں کی تھی اور اگر ہارون کے جنگ نہ کرنے کی وجہ سے سامری کو برسر حق نہیں کہا جا سکتا اسی طرح سے حضرت علی کے جنگ نہ کرنے کی وجہ سے ان کے سیاسی حریفوں کو بھی حق کا نمائندہ نہیں کہا جا سکتا" (تنزیہ الانبیاء والائمہ ص305 حاشیہ)

لیجئے جناب ! قصے کہانیوں پہ مشتمل مذہب کا مزید قصہ سنئیے ایک جانب مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے جنگ نہ کرنے کی وجہ یہ بتلائی کہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں جبکہ موسی علیہ السلام کے جانے کے بعد قوم مرتد ہوئی بچھڑے کی پوجا شروع کردی پھر بھی ان کا دعوی مماثلت قائم؟ ایک جانب قوم کے تفریق ہونے کا دعوی دوسری جانب خوف کہ قوم تفریق نہ ہو جائے پھر بھی دعوی مماثلت حیرت ہے بھئی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوۃ کے خلاف جہاد کیا کیونکہ وہ ارتداد کر چکے تھے قرآن مجید میں اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ یَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ اَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ (33)

ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں خوب قتل کیا جائے یا انہیں سولی دیدی جائے یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا (ملک کی سر) زمین سے (جلا وطن کر کے) دور کر دیئے جائیں۔ یہ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

کیا یہ آیت مبارکہ سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پیش نظر نہ تھی؟ ایک جانب خلفائے ثلاثہ کو معاذ اللہ غاصب کہا گیا، ان کو مفسد کہا گیا، بیعت کے لئے شیر خدا کو جو گھسیٹ کر لے گئے، جنہوں نے بنت رسول کا معاذ اللہ حیا نہ کیا تین کے علاوہ سب مرتد ہو

گئے تو کیوں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مرتدین کے خلاف جہاد نہ کیا؟
پھر تعداد کی کمی کا عذر بھی قبول نہیں ہوسکتا ہے اگر یوں مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو بے یار و مددگار ثابت کرتے ہو تو کربلا معلیٰ میں سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا معصوم بچوں سمیت جانا اس کا دفاع کیسے کرو گے؟

ایسے ہی امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق ایک قصہ گھڑتے ہوئے ان کی غیبت کی علت بیان کرتے لکھتا ہے:

"اس سوال کا جواب یہ ہے کہ آپ کی غیبت کا ظاہری سبب یہ تھا کہ ظالم حکمران آپ کی جان کے در پے تھے اور جسے اپنی جان کا خوف ہو تو وہ پردہ پوشی اختیار کرتا ہے" (تنزیہ الانبیاء والائمہ ص365)

قاضی نور اللہ شوستری علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"آنحضرت کے بعد حضرت علی مسلسل پچیس سال تک اقتدار سے محروم رہے اور دوسرے لوگ منبر پر بیٹھ کر حکومت کرتے رہے اور پچیس سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا لوگ شیخین کے کردار و افعال کو عین دین سمجھ بیٹھے تھے اور حضرت علی علیہ السلام فدک کو واپس کر کے لوگوں کی خواہ مخواہ کی مخالفت نہیں خریدنا چاہتے تھے۔ جیسا کہ حضرت نے ایک بار لوگوں کو تراویح سے منع کیا تو گلی کوچوں سے "واعمراہ" کا شور بلند ہو گیا۔ حضرت نے محسوس کیا کہ ایسا کرنے سے میری فوج و حکومت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ چنانچہ مصلحت وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے اس سے درگزر کیا" (مجالس المومنین ص118,119 مترجم)

لیجئے جناب! اس حوالے سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا خوفزدہ ہونا ثابت ہوا یہ جملہ حوالہ جات کتب تشیع کے ہیں اور علم الھدی اور شوستری کا رافضیت میں جو مقام ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ان حوالوں کے بعد ہم کتب روافض کی روشنی میں کہتے ہیں کہ معاذ اللہ:

1......انبیائے کرام علیہم السلام اور مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ایمان کامل نہ تھا

2......وہ بزدل تھے

3......وہ احمق تھے

4......ان میں شجاعت ودانائی نہ تھی

5......وہ دلیر و پرجگر نہ تھے۔ (سجاد حسین کی حقیقت الصدیق ص224)

یہ وہ جملے ہیں جو روافض نے لاتحزن کے تحت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر بکے ہیں اب خود اندازہ لگائیں کہ ان کی یہ بکواس کہاں کہاں تک گئی ہے۔

لاتحزن کہنے میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ نہیں؟

ان اللہ معنا کہنے میں کوئی فضیلت ہے کہ نہیں؟

قرآن مجید میں رب کائنات نے ارشاد فرمایا:

سورۃ الشعراء میں ارشاد ہوا:

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ، فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ، قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِىَ رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ۔

تو دن نکلنے کے وقت فرعونیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ پھر جب دونوں گروہوں کا

آمنا سامنا ہوا تو موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا: بیشک ہمیں پالیا گیا۔ موسیٰ نے فرمایا: ہرگزنہیں، بیشک میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ابھی مجھے راستہ دکھا دے گا۔

اب یہاں سیدنا موسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کو ساتھ لیکر جا رہے ہیں یہ نہیں فرماتے ان اللہ معنا بلکہ اِنَّ مَعِیَ رَبِّی فرمایا

یہاں ان اللہ معنا نہ فرمایا بلکہ ان معی ربی فرمایا اللہ جل شانہ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا بھی علم تھا جبکہ حوارین موسی علیہ السلام کا بھی علم تھا

ڈھکو علیہ ما علیہ کے اعتراضات کا خلاصہ ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں ڈھکو علیہ ما علیہ نے یہ لکھا کہ:

"معیت الہی دو طرح کی ہے ایک جسمانی دوسری روحانی"

(تجلیاتِ صداقت ص129)

اس سے کسی نے انکار نہیں کیا کہ معیت الہی دو طرح کی ہوتی ہے۔

یہاں ایک بات تو مسلمات سے ثابت ہوئی کہ ان اللہ معنا میں معیت روحانی مراد ہے نہ کہ جسمانی۔

اس کے بعد موصوف نے معیت روحانی کی اقسام گنوائیں

"معیت فی التائید، معیت فی النصرۃ، معیت فی العلم، معیت فی القدرۃ، معیت فی الاجر والثواب" (تجلیاتِ صداقت ص129)

اس کے آگے موصوف نے لکھا کہ

معیت فی الاجر والثواب یہاں مراد نہیں کہ یہ آخرت میں ہوگی نہ کہ دنیا میں، اب

باقی معیت فی العلم کے بارے میں بھی موصوف نے خود لکھا کہ "علم وقدرت کے لحاظ سے خدا ہر نفس کے ساتھ ہوتا ہے" (تجلیاتِ صداقت ص130)
معیت فی التائید والنصرۃ رہ گئیں اس کے بارے میں موصوف نے کہا کہ یہ متقین کے لئے ہے اور قرآن مجید میں اسی کے بارے میں سورۃ النحل میں ارشاد ہوا کہ:

"وَ اصۡبِرۡ وَ مَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا تَكُ فِىۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ (127) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (128)

ترجمہ: اور صبر کرو اور تمہارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور ان کا غم نہ کھاؤ اور ان کی سازشوں سے دل تنگ نہ ہو۔ بیشک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈرتے ہیں اور وہ جو نیکیاں کرنے والے ہیں۔

متقین کے بارے میں معیت فی التائید والنصرۃ کا اعلان ہوا ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا مصداق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں کہ نہیں؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہجرت کی شب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ہونا ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔

اللہ جل شانہ نے اعلان فرمایا

"اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا‌ ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى‌ ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ" (سورۃ التوبہ آیت نمبر 40)

اگر تم اس (نبی) کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ ان کی مدد فرما چکا ہے جب کافروں نے انہیں (ان کے وطن سے) نکال دیا تھا جبکہ یہ دو میں سے دوسرے تھے، جب دونوں غار میں تھے، جب یہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے غم نہ کرو، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اُس پر اپنی تسکین نازل فرمائی اور اُن لشکروں کے ساتھ اُس کی مدد فرمائی جو تم نے نہ دیکھے اور اُس نے کافروں کی بات کو نیچے کر دیا اور اللہ کی بات ہی بلند و بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت مشہور شیعہ مترجم فرمان علی لکھتا ہے:

"جب کفار نے طرح طرح کی اذیتوں کے بعد آپ کے قتل کا حتمی ارادہ کر لیا تو آپ نے اپنی جگہ حضرت علی کو رکھا حضرت ابو بکر کو ساتھ لیکر مکہ کو خیر باد کہہ دیا"

(ترجمہ فرمان علی ص230)

اس سے ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت فرماتے وقت ہی سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ لے لیا تھا یہ کہنا کہ آپ بعد میں آ گئے تھے یہ بھی جھوٹ ہے جیسا کہ عبد الکریم مشتاق نے "یار رسول اور غار ثور" میں لکھا اور یہ کہا کہ آپ یار غار نہ تھے اب یہی فرمان علی آگے چل کے لکھتا ہے:

"مختصر دروازے سے حضرت رسول وابو بکر اس کے اندر پہنچے"

یہاں سے بھی معلوم ہوا کہ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ "یار غار" ہیں۔

امام باقر رضی اللہ عنہ کا قول جیسے کلینی نے اور مجلسی نے نقل کیا ملاحظہ فرمائیں:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقبل یقول لابی بکر فی الغار: اسکن فان اللہ معنا"

(فروع الکافی و بحار الانوار ج19)

اسی طرح ملا طبرسی نے مجمع البیان میں نقل کیا صاحب سے مراد

"یعنی انه هو ابو بکر"

کاشانی نے "تفسیر صافی" میں کہا

"وهو ابو بکر"

منہج الصادقین میں ہے:

"آں ابو بکر است"

طوسی نے التبیان میں لکھا:

"مکث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی الغار مع ابی بکر ثلاثا"

اور طباطبائی نے "المیزان" میں جو بات لکھی وہ قابل غور ہے:

"والمراد بصاحبه هو ابو بکر النقل القطعی"

یہ بات قطعی طور پہ ثابت ہے کہ صاحب سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔
ان کتب شیعہ سے صراحتاً معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ یارِ غار ہیں، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا معیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہونا قرآن مجید کی نص صریح سے ثابت ہے اور کتب تفاسیر شیعہ چلا چلا کر کہہ رہی ہیں کہ یہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی مراد ہیں تو ان اللہ معنا کا مصداق بھی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ٹھہرے۔

سورۃ الاحزاب میں ارشاد ہوا:

اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ

هَاجَرْنَ مَعَكَ - وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا -خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ-قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ-وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (50)

اے نبی! ہم نے تمہارے لیے تمہاری وہ بیویاں حلال فرمائیں جنہیں تم مہر دو اور تمہاری مملوکہ کنیزیں جو اللہ نے تمہیں مالِ غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیوں کی بیٹیاں اور تمہارے ماموؤں کی بیٹیاں اور تمہاری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور ایمان والی عورت (تمہارے لئے حلال کی) اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کرے، اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہے۔ یہ خاص تمہارے لیے ہے، دیگر مسلمانوں کیلئے نہیں۔ ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور ان کی مملوکہ کنیزوں میں مقرر کیا ہے۔ (یہ خصوصیت اس لئے) تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

هَاجَرْنَ مَعَكَ یہاں اللہ تعالی شانہ نے ان کی خصوصیت بیان فرمائی ایسے ہی ان اللہ معنا میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو معیت باری تعالی کی بشارت بیان فرمائی۔

سورۃ طٰہٰ میں ارشاد فرمایا:

قَالَا رَبَّنَا اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَا اَوْ اَنْ يَّطْغٰى (45) قَالَ لَا تَخَافَا اِنَّنِيْ مَعَكُمَا اَسْمَعُ وَ اَرٰى (46)

ترجمہ: دونوں نے عرض کیا: اے ہمارے رب! بیشک ہم اس بات سے ڈرتے

ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا سرکشی سے پیش آئے گا۔ اللہ نے فرمایا: تم ڈرو نہیں، بیشک میں تمہارے ساتھ ہوں میں سن رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں۔

یہاں معیت الٰہی کی بشارت سیدنا موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ملی اسی طرح اللہ جل شانہ نے اپنی معیت کا اعلان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا۔

اس کے بعد ڈھکو میاں نے ایک کہانی اور گھڑی کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کی میں تو علی کی وجہ سے روتا ہوں کہ دشمن ان کو قتل نہ کر دیں اس لئے ان کے لئے فرمایا ان اللہ معنا (تجلیاتِ صداقت ص130)

اس واقعہ میں کتنی صداقت ہے گزشتہ دلائل سے اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں اگر بالفرض یہ رونا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے ہی تھا تو اسے محبت علی کہیں گے کہ نہیں؟ پھر ان کی دشمنی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے رونے پر جو بکواسات اکبر شاہ، ڈھکو وغیرہ علیہ ما علیہم اجمعین نے کی وہ کس کام کی؟

مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم وہاں موجود بھی نہیں پھر بھی ان کو اس آیت کا مصداق بنانے پر رافضی تلے ہیں مگر جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں موجود ہیں ان کے بارے میں تسلیم کرنے سے آل روافض کو جو تکلیف ہو رہی ہے اس کا اندازہ ہو رہا ہے۔

اسکے بعد ڈھکو علیہ ما علیہ نے لکھا کہ:

"اگر سب سے قطع نظر کر کے مان لیں کہ ابوبکر بھی شامل ہیں تو نبی پاک بالذات اور ابوبکر بالتبع و بالعرض ہیں لہذا کوئی فضیلت نہ ہوئی" (تجلیاتِ صداقت ص130)

ڈھکو میاں لگتا ہے نشہ کر کے تجلیاتِ صداقت لکھنے بیٹھے تھے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل

کسی کو بالذات کوئی منصب حاصل ہے؟ کسی کو بالذات کوئی فضیلت حاصل ہے؟

جس کو بھی کوئی مرتبہ ومقام ملا بالعرض و بالتبع ہی ملا لہٰذا ڈھکو میاں کا یہ کہنا کہ ابوبکر بالتبع و بالعرض تھے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے جو کہ رافضی کے قلم سے ثابت ہوا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو جو مرتبہ و مقام ملا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں ملا کیا کسی کو بالذات کوئی فضیلت حاصل تھی یا اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ملی؟

یقیناً اگر مولائے کائنات کو کوئی مقام ملا وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ملا ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے بالتبع نبی ان اللہ معنا فرمانا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو معیت سے نہ نوازنا، سیدنا ہارون علیہ السلام کو معیت سے نوازنا وجہ فرق ہے ایسے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صاحب فرمانا اور اپنی معیت عطا فرمانا بھی آپ کی عظمت وشان کا منہ بولتا ثبوت ہے

قَالَ لَا تَخَافَا اِنَّنِیْ مَعَکُمَا اَسْمَعُ وَ اَرٰی

اننی معکما سے ثابت ہوتا ہے کہ حوارینِ موسی علیہ السلام اتباع موسی علیہ السلام نہ کرتے تھے اسی لئے اننی معکما فرمایا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنا اس آیت کریمہ اور رافضیہ کے اصول وضوابط سے ثابت ہوا۔ الحمدللہ رب العالمین

"فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ"

اس کے بعد ڈھکو علیہ ما علیہ نے فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ پہ کلام کرتے ہوئے کہا کہ:

"مریدان ثلاثہ اس سے بھی فضیلت ابوبکر پر استدلال کرتے ہیں"

(تجلیاتِ صداقت ص130)

اس کے بعد لکھتا ہے:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ نزول سکینہ ہے بڑی فضیلت ہے کیونکہ مطالعہ قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نزول سکینہ یا رسولوں پر ہوتا ہے یا مومنین پر"

(تجلیاتِ صداقت ص131)

اس کے بعد ڈھکو علیہ ما علیہ نے چند تفاسیر کے نام گنوا کر کہا کہ ان تفاسیر میں لکھا ہے کہ نزول سکینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا نہ کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہ ہوا لیکن کسی تفسیر کی عبارت موصوف نے پیش نہ کی۔ آخر میں بکواس کرتے ہوئے لکھا کہ:

"ابوبکر کی گھبراہٹ کی خدا کو کیا پروا؟"

مزید بکواس کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس آیت نے ابوبکر کا نام مومنین کی فہرست سے ہی خارج کر دیا ہے ورنہ اگر وہ مومن ہوتے تو آنحضرت کے ساتھ ان پر بھی سکینہ نازل ہوتا و اذا لیس فلیس فضیلت ابوبکر ثابت ہونے سے تو رہی الٹا ان کا نعمت ایمان سے تہی دامن ہونا ثابت ہو گیا" تجلیاتِ صداقت ص131

الجواب بعون فضل الوہاب

رافضی ڈھکو علیہ ما علیہ اگر اس آیت سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عدم ایمان ثابت کرتے ہیں تو لیجئے آپ کے استدلال کی روشنی میں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا عدم ایمان بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ رافضی ملعون نے خود "ان اللہ معنا" کے کہا یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مراد ہیں تو ان کے بقول علیہ کی ضمیر کا مرجع نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ذات ہے تو اگر کوئی خارجی یہ پڑھ کر کہے کہ ڈھکو کے بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ایمان بھی ثابت نہیں تو کیا جواب دیں گے؟

ڈھکو علیہ ما علیہ کا کہنا کہ نزول سکینہ بڑی فضیلت کی بات ہے ہم ان شاء اللہ عزوجل ثابت کریں گے کہ نزول سکینہ کس پر ہوا؟

رافضی نے کتب تفاسیر کے نام تو گنوائے مگر ان کی عبارات نقل نہ کیں کیونکہ اسے علم تھا اگر عبارات نقل کر دیں تو اسکے جھوٹ کا پردہ فاش ہو جائے گا۔

تفسیر ابن کثیر میں اسی آیت کے تحت ہے:

(فأنزل الله سكينته عليه) أي : تأييده ونصره عليه ، أي : على الرسول في أشهر القولين : وقيل : على أبي بكر ، وروي عن ابن عباس وغيره ، قالوا : لأن الرسول لم تزل معه سكينة ، وهذا لا ينافي تجدد سكينة خاصة بتلك الحال

تفسیر الخازن میں اسی آیت مبارکہ کے تحت ہے:

إذ يقول لصاحبه لا تحزن ومنها أن الله سبحانه وتعالى كان ثالثهما ومن كان الله معه دل على فضله وشرفه على غيره ومنها إنزال السكينة على أبي بكر واختصاصه بها دليل على فضله والله أعلم"

تفسیر البیضاوی میں ہے:

"فأنزل الله سكينته أمنته التي تسكن عندها القلوب عليه على النبي صلى الله عليه وسلم، أو على صاحبه وهو الأظهر لأنه كان منزعجا."

تفسیر البغوی میں ہے:

"قوله عز وجل: فأنزل الله سكينته عليه قيل على النبي صلى الله عليه وسلم. وقال ابن عباس: على أبي بكر رضي الله عنه فإن النبي صلى الله عليه وسلم كانت عليه السكينة من قبل، وأيده بجنود لم تروها"

تفسیر ابن ابی حاتم میں ہے:

"عن ابن عباس سكينته عليه قال: على أبي بكر أن النبي ﷺ لم تزل السكينة معه."

تفسیر الطبری میں ہے:

"قال أبو جعفر: يقول تعالى ذكره: فأنزل الله طمأنينته وسكونه على رسوله وقد قيل: على أبي بكر -"

اسی طرح تفسیر مدارک میں ہے

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع تفسیر بیان فرمائی:

"أن الضمير يجب عوده إلى أقرب المذكورات ، وأقرب المذكورات المتقدمة في هذه الآية هو أبو بكر ، لأنه تعالى قال (إذ يقول لصاحبه) والتقدير : إذ يقول محمد لصاحبه أبي بكر لا تحزن ، وعلى هذا التقدير : فأقرب المذكورات السابقة هو أبو بكر، فوجب عود الضمير اليه"

مزید فرماتے ہیں:

"أن الحزن والخوف كانا حاصلين لأبي بكر لا للرسول عليه الصلاة

والسلام، فانه عليه السلام كان آمنا ساكن القلب بما وعده الله أن ينصره على قريش. فلما قال
لأبي بكر لا تحزن صار آمنا، فصرف السكينة إلى أبي بكر ليصير ذلك سبباً لزوال خوفه، أولى من صرفها إلى الرسول ﷺ، مع أنه قبل ذلك ساكن القلب قوى النفس."

مزید فرمایا کہ:

"أنه لو كان المراد إنزال السكينة على الرسول لوجب أن يقال: إن الرسول كان قبل ذلك خائفا، ولو كان الأمر كذلك لما أمكنه ان يقول لأبي بكر (لا تحزن إن الله معنا) فمن كان خائفا كيف يمكنه أن يزيل الخوف عن قلب غيره؟ ولو كان الأمر على ما قالوه لوجب أن يقال: فأنزل الله سكينته عليه، فقال لصاحبه لا تحزن، ولما لم يكن كذلك، بل ذكر أولا أنه عليه الصلاة والسلام قال لصاحبه لا تحزن، ثم ذكر بفاء التعقيب نزول السكينة، وهو قوله (فأنزل الله سكينته عليه (علمنا أن نزول هذه السكينة مسبوق بحصول السكينة في قلب الرسول عليه الصلاة والسلام، ومتى كان الأمر كذلك وجب أن تكون هذه السكينة نازلة على قلب أبي بكر. فان قيل: وجب أن يكون قوله (فأنزل الله سكينته عليه المراد منه أنه أنزل سكينته على قلب الرسول، والدليل عليه أنه عطف عليه قوله (وأيده بجنود لم تروها) وهذا لا يليق إلا بالرسول، والمعطوف يجب كونه مشاركا للمعطوف عليه، فلما

كان هذا المعطوف عائداً الى الرسول وجب في المعطوف عليه أن يكون عائداً إلى الرسول . قلنا : هذا ضعيف ، لأن قوله (وأيده بجنود لم تروها (إشارة إلى قصة بدر وهو معطوف على قوله (فقد نصره الله) وتقدير الآية إلا تنصروه فقد نصره الله في واقعة الغار إذ يقول لصاحبه لا تحزن إن الله معنا فأنزل الله سكينته عليه وأيده بجنود لم تروها في وقعة بدر ، وإذا كان الأمر كذلك فقد سقط هذا السؤال "

ان جملہ تفاسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں نزول سکینہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے ہی ہے اللہ تعالی شانہ نے تسکین کی بشارت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنائی کہ اپنے دوست کو فرمائیں کہ غم نہ کھائیں اللہ ہمارے ساتھ ہے وہ ہماری مدد و نصرت فرمائے گا اب علیہ کی ضمیر کس جانب لوٹے گی جو آیت میں مذکور شخصیت ہے وہ بالاتفاق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات با برکات ہے۔

ڈھکو علیہ ما علیہ جس آیت سے عدم ایمان سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ثابت کر رہا تھا اسی آیت مبارکہ سے ان کی افضلیت و ایمان ثابت ہوا الحمد للہ رب العالمین۔

یہاں ایک بات ضروری سمجھتا ہوں کہ کتب تفاسیر میں جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین کا قول ہے وہ بھی ہمارے موقف کے خلاف نہیں کیونکہ اللہ تعالی شانہ نے وحی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب ہی فرمائی اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبان نبوت سے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا تو یہ تسکین مدد و نصرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لئے نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کندھوں پہ سوار ہونا۔
اس کے بعد آخر میں ڈھکو علیہ ما علیہ نے اس واقعہ پر اعتراض کرتے ہوئے اپنے بکواسی ہونے کا ثبوت دیا لکھتا ہے:

"اس میں کونسی فضلیت کی بات ہے؟ آنحضرت خچر اور گدھے پر تو بالعموم سوار ہوا ہی کرتے تھے اور وہ آپ کا بوجھ برداشت بھی کرتے تھے۔ گو اگر کبھی آنحضرت نے شیخ صاحب سے انہی راہواروں والا کام لے لیا ہو تو اس سے زیادہ سے زیادہ اس پیر سال و بزرگ کو ہی شرف حاصل ہوگا جو ان حیوانات کو حاصل تھا"

(تجلیاتِ صداقت ص134)

عبدالکریم مشتاق علیہ ما علیہ لکھتا ہے:

"وہ جناب سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے مشکل پہاڑ کی چوٹی پر اٹھا کر لے گئے حالانکہ ستر جوان پہلوان کی طاقت جناب رسول خدا رکھتے تھے۔ یہ یار لوگوں کے دل خوش کن فسانے اور سادہ لوگوں کو پھسلانے کے بہانے ہیں۔ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ کے مدارج و مہر نبوت پر چڑھ کر خانہ کعبہ کے بہت گرانے کے مقابل یہ ترانے ہیں" (یار رسول اور غار ثور ص88)

قارئین کرام! آپ نے ان خبثا کی گفتگو ملاحظہ کی، دیکھیں کہ ایک جانب عبد الکریم مشتاق کہہ رہا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھے اور اس کے مقابلے میں سنیوں نے جھوٹی فضیلت گھڑی۔ کیونکہ خچر اور گدھے پر بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوتے تھے تو اب رافضی بتائیں کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اگر کندھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہوئے تو کیا فضیلت ان کی؟ ان لوگوں کی عبارات سے

ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سواری بنے تو وہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گدھے یا خچر تھے العیاذ باللہ ایسے ہی امام حسن و حسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کندھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہونا بھی بیان کرتے ہیں تو یہاں کیا کہیں گے؟

یہاں تک ہم نے سورۃ التوبہ آیت نمبر 40 پر روافض کے اعتراضات جو ہمارے پیش نظر تھے ان کا مدلل و مسکت الزامی و تحقیقی جواب آپ کے سامنے پیش کیا اللہ تعالی شانہ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و بارک و سلم تسلیما

مرزا جہلمی کا شرکیہ عقیدہ

منی خدا (Mini GOD)

علامہ رفعت برکاتی حفظہ اللہ

گزشتہ سے پیوستہ

مرزا جہلمی کے اس شرکیہ عقیدے کے رد پر چند اہم ویڈیوز

ان کے علاوہ یوٹیوب پر مرزا جہلمی کے رد پر مناظر اہل سنت حضرت علامہ مفتی حسن رضا یلدرم دامت برکاتہم العالیہ اور دیگر علمائے اہل سنت کے بیانات اپ لوڈ ہیں جن سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

موضوع

کعبۃ اللہ کے بارے میں مرزا کا گستاخانہ عقیدہ

مرزا جہلمی صاحب کہتا ہے کہ

"سال میں دو دفعہ غلاف کعبہ چینج ہوتا ہے اور دونوں دفعہ سعودی حکومت کے جو کارندے ہیں اتنے بڑے بڑے بوٹ پہنے ہوئے ہیں اس کے اوپر چڑھتے ہیں یہ اس کو ریسپکٹ دے رہے ہوتے ہیں؟ جوتیوں سمیت اوپر چڑھے ہوتے ہیں۔ اور بالکل ٹھیک کرتے ہیں جوتیوں سمیت ہی چڑھنا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہے اور نہ یہ ہمارے معبود کی کوئی اس حوالے سے نشانی ہے کہ ہم اس کے آگے جھکتے ہیں" [ویڈیو]

مرزا جہلمی جھوٹ بول کر لعنت کا مستحق ٹھہرا

مرزا جہلمی نے جو یہ کہا کہ

"جوتیوں سمیت [کعبے کے] اوپر چڑھے ہوتے ہیں"

یہ مرزا جہلمی کا صریح جھوٹ ہے۔ آپ خود بھی یوٹیوب پر سرچ کر کے ویڈیو دیکھ سکتے ہیں کہ غلاف کعبہ تبدیل کرنے والوں نے جوتیاں [بوٹ] نہیں پہنے ہوتے، بلکہ وہ ننگے پاؤں ہوتے ہیں یا چمڑے کے پاک موزے پہنے ہوتے ہیں۔ جوتے [بوٹ] ہرگز پہن کر کعبے کی چھتے پر کوئی بھی نہیں چڑھتا۔ آپ درج ذیل لنک میں بھی دیکھ سکتے ہیں کہ وہ بغیر جوتوں کے کعبہ کی چھت پر چڑھے ہوئے ہیں۔

https://www.youtube.com/watch?si=uo-NrjxdbuDqNZsI&v=OSkHxnCMAtA&feature

لہٰذا یہ مرزا کا صریح جھوٹ ہے۔اس سے توبہ کرے یا پھر جھوٹے پر جو لعنت ہے اس کا مستحق ٹھہرے گا۔

مرزا جہلمی کا گستاخانہ عقیدہ قرآن سے ہرگز ثابت نہیں

مرزا جہلمی جھوٹ بول کر اپنا شیطانی گستاخانہ نظریہ پیش کرنا چاہتا تھا، اس لیے اس نے ایک ایسی بات کہی جس کا وجود ہی نہیں لیکن اصل مقصد مرزا جہلمی کا کعبۃ اللہ کی توہین پر ابھارنا تھا اس لیے اس نے بے بنیاد بات پیش کر کے کہا کہ

''جوتیوں سمیت اوپر چڑھے ہوتے ہیں۔<u>اور بالکل ٹھیک کرتے ہیں جوتیوں سمیت ہی چڑھنا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہے''[ویڈیو]</u>

تو یہ ہے مرزا جہلمی کا گستاخانہ نظریہ جس میں بیت اللہ کی توہین کی تعلیم دی جارہی ہے ۔ہم پوچھتے ہیں کہ آخر کون سی آیت میں کعبۃ اللہ کے ساتھ ایسا عمل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، مرزا جہلمی کوئی ایک آیت ایسی پیش کر دو لیکن ایسے گستاخانہ عقیدے پر قیامت تک مرزا جہلمی کوئی ایک آیت پیش نہیں کر سکتا۔

مرزا جہلمی کے گستاخانہ عقیدے کے خلاف وحی کا فیصلے

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ

''جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ'' (پارہ7، المائدہ آیت 97: تفہیم القرآن ج 1 ص 505)

''اللہ نے مکان محترم، کعبہ کو لوگوں کے لیے [اجتماعی زندگی کے] قیام کا ذریعہ بنایا

کعبہ شریف ہے ہی مقام محترم، خود مرزا جہلمی کے مودودی صاحب نے اس آیت کے ترجمے میں کعبہ کے لیے مقام محترم کا لفظا ستعمال کیا ہے۔آج دن تک کوئی ایسا مسلمان

پیدا نہیں ہوا جس نے کعبۃ اللہ شریف کے معظم و محترم ہونے کی نفی کی ہو۔
اسی طرح اللہ تبارک وتعالی نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ

"اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ"

(پارہ4:آل عمران:آیت96)

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا راہنما

کعبہ کو اللہ تبارک وتعالی نے قرآن پاک میں اپنا گھر کہا ہے چنانچہ فرمایا کہ

وَّ طَھِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْقَآئِمِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ [پارہ17، الحج:26]

اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کے لیے۔

تو جس مقام کو اللہ عزوجل "بیتی" اپنا گھر کہے، برکت والا کہے، جو مسلمانوں کا قبلہ ہو اس کے بارے میں مرزا جہلمی ایسی بکواسات کرے اور پھر اس کو توحید کا نام دے تو یقیناً یہ شیطانی توحید ہی ہے۔

کعبۃ اللہ کی تعظیم و عظمت حدیث کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ: "مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ"۔ [رواه ابن ماجه و الطبرانی، أخرجه البيهقي في "شعب الإيمان" 296/5-297/6706]

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا، اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے [اے کعبہ] تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری خوشبو کتنی عمدہ ہے تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے۔

https://www.al-hadees.com/silsila-sahih/3472

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبہ کی طرف دیکھا اور فرمایا

مرحباً بكِ من بيتٍ، ما أعظمَكِ، [سلسلہ احادیث صحیحہ ترقیم البانی: 3420]

تو کتنی عظیم حرمتوں والا ہے۔

بے شک کعبۃ اللہ مبارک ہے، پاکیزہ ہے، عظیم المرتبت والا، حرمت والا ہے اور بے شک وشبہ بیت اللہ شریف شعائر اللہ میں سے ہیں جس کی تعظیم وتوقیر کا حکم خود اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے۔

وحی کا فیصلہ شعائر اللہ کی تعظیم کرو

وحی کا فیصلہ یہ ہے کہ

"ذٰلک ومن یُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ" (پارہ 17 الحج آیت 32)

"بات یہ ہے اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے"

مرزا جہلمی کے ممدوح مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ

''ہر وہ چیز جو کسی مسلک یا عقیدے یا طرز فکر یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہو وہ اس کا شعار کہلائے گی [مزید دوسرے صفحے پر لکھتے ہیں کہ] شعائر اللہ سے مراد وہ تمام

علامات یا نشانیاں ہیں جو شرک وکفر اور دہریت کے بالمقابل خالص خدا پرستی کے مسلک کی نمائندگی کرتی ہیں''

[تفہیم القرآن، جلد اول: المائدہ: آیت 2:ص ۴۳۹،۴۳۸]

خود مرزا کے پرانے عقیدے کے مطابق بھی کعبہ شعائر اللہ میں سے ہے

خود مرزا جہلمی صاحب کے ایک پرانے لیکچر [قبلے رخ پیشاب کرنا،تھوکنا اور پاوں کرنا کیسا ہے؟] میں یہی آیت پڑھ کر مرزا جہلمی نے کعبۃ اللہ کو شعائر اللہ میں سے بتایا ہے چنانچہ مرزا جی کہتے ہیں کہ

''یہ بات یادرکھیں کہ شعائر اللہ یعنی **اللہ کی جو نشانیاں ہیں** سائنز آف گاڈ جیسا کہ **خانہ کعبہ شریف ہے، قبر رسول ہے**، صفا اور مروہ ہیں ۔۔۔۔تو شعائر اللہ کی تعظیم جو ہے اس کا حکم قرآن وسنت کے اندر موجود ہے۔۔۔**تو یہ خانہ کعبہ بھی شعائر اللہ، قبر رسول بھی شعائر اللہ، غار حرا بھی شعائر اللہ، ان کی تعظیم اپنی جگہ ہے۔ الحمد للہ''**۔

QIBLAH Rukh PAISHAB karena,THOOKNA aur

※※※PAON kerna Kesa hai

https://www.youtube.com/watch?v=aSMZ1IVWYkM

اسی طرح مرزا جی اپنے لیکچر میں یہی آیت پڑھ کر کہتے ہیں کہ

''وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

''جو کوئی تعظیم کرتا ہے اللہ کے شعائر کی تو بے شک یہ دلوں کے تقوے میں سے ہے''

''یعنی پرہیز گار شخص کی یہ نشانی ہے کہ وہ اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے''۔[2 منٹ 30 سیکنڈ سے]

QIBLAH Rukh PAISHAB karena,THOOKNA aur

※※※PAON kerna Kesa hai

https://www.youtube.com/watch?v=SMZ1IVWYkM

تو مرزا جہلمی کا پرانا عقیدہ یہی تھا کہ کعبۃ اللہ شعائر اللہ میں سے ہے اور اس کی تعظیم کرنا پرہیزگار شخص کی نشانی ہے۔

وحی کے فیصلے سے مرزا کی بغاوت اور مرزا کا جدید گستاخانہ عقیدہ

وحی کا فیصلہ تو یہی ہے کہ کعبۃ اللہ [شعائر اللہ] کی تعظیم کرو، خود مرزا جہلمی بھی پہلے اسی عقیدے کے مطابق کعبۃ اللہ کی تعظیم کا درس دیتا رہا لیکن بعد میں اس پر شیطانیت کا غلبہ ہوا اسی شعائر اللہ کی توہین و بے ادبی کرتے ہوئے مرزا جہلمی جوتوں سمیت کعبۃ اللہ پر چڑھنے کی تعلیم دینے لگا، اور مرزا جی نہ صرف قرآن پاک کے فیصلوں، حدیث کے فیصلوں بلکہ اپنے پرانے لیکچروں کو بھی پس پشت ڈال کر اب کعبۃ اللہ کے بارے میں انتہائی گستاخانہ انداز میں کہتا ہے کہ

''جوتیوں سمیت اوپر چڑھے ہوتے ہیں۔ <u>اور بالکل ٹھیک کرتے ہیں جوتیوں سمیت ہی چڑھنا چاہیے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہے</u>''[ویڈیو]

تو معاذ اللہ شعائر اللہ بلخصوص کعبۃ اللہ کے بارے میں ایسی گستاخانہ تعلیم شعائر اللہ کی تعظیم ہے یا کہ توہین و بے ادبی؟ کیا معاذ اللہ شعائر اللہ کے ساتھ ایسے گھٹیا اور گستاخانہ انداز اختیار کریں گے تبھی لوگوں کو پتہ چلے گا کہ یہ ہمارے معبود نہیں ؟معاذ اللہ ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

حرم کعبہ کی تعظیم ترک کرنے والے تباہ و برباد

حضرت عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لَا تَزَالُ هٰذِهِ الْاُمَّةُ بِخَيْرٍ مَاعَظَّمُوْا هٰذِهِ الْحُرْمَةَ حَقَّ تَعْظِيْمِهَا فَاِذَا ضَيَّعُوْا ذَالِكَ هَلَكُوْا.

''جب تک یہ امت ''حرم کعبہ'' کی اس طرح تعظیم کرتی رہے گی جیسی تعظیم کرنے کا حق ہے، تو خیر و برکت سے بہرہ ور رہے گی، جب وہ یہ معمول ترک کر دے گی تو تباہ و برباد ہو جائے گی'' (ابن ماجہ)

تو اب خود ہی سوچیں کہ مرزا جہلمی خود تو تباہ و برباد ہو رہا ہے لیکن امت مسلمہ کو بھی تباہی و بربادی کی طرف لے جا رہا ہے، اور یہ بربادی ایمان و آخرت کی بربادی ہے۔

شعائر اللہ کی توہین و ہتک کرنے والا باغی و دشمن ہے

مرزا جہلمی صاحب کے مودودی صاحب اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ

''اگر کوئی شخص کسی نظام کے شعائر میں سے کسی شعار کی توہین کرتا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ دراصل اُس نظام کے خلاف دشمنی رکھتا ہے اور اگر وہ توہین کرنے والا خود اسی نظام سے تعلق رکھتا ہو تو اس کا یہ فعل اپنے نظام سے ارتداد اور بغاوت کا ہم معنی ہے''

[تفہیم القرآن، جلد اول: المائدہ: آیت 2: ص ۴۳۸]

اسی طرح ایک اور جگہ مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ

''اگر کوئی شخص جان بوجھ کر شعائر اللہ کی ہتک کرے تو یہ اس بات کا صریح ثبوت

ہے کہ اس کا دل خدا کے خوف سے خالی ہو چکا ہے، یا تو وہ خدا کا قائل نہیں ہے، یا ہے تو اس کے مقابلے میں باغیانہ روش اختیار کرنے پر اتر آیا ہے"
[تفہیم القرآن، جلد سوم: الحج: آیت 32: ص ۲۲۴]
تو مودودی صاحب کے مطابق بھی مرزا جہلمی باغیانہ روش اختیار کیے ہوئے ہے، اس کا دل خدا کے خوف سے خالی ہے، خدا کا قائل نہیں، اسلامی نظام کا دشمن و باغی ہے۔

کعبہ کی طرف تھوکنے کی سزا اور مرزا جہلمی کے عقیدہ کا رد

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من تفل تجاه القبلة جاءيوم القيامة وتفلته بين عينيه"

[سلسلہ احادیث صحیحہ / الاداب و الاستئذان / حدیث: 2848، سنن ابو داؤد حدیث نمبر-3824، شعیب الأرنؤوط (۱٤۳۸ھ)، تخریج صحیح (ابن حبان 1639 • إسناده صحيح على شرط البخاري) (المحدث : الألباني: صحيح)]

"جس نے قبلہ کی سمت میں تھوکا، وہ روز قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا تھوک اس کی آنکھوں کے درمیان ہوگی" **(البانی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)**

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى فَبَزَقَ تُجَاهَ الْقِبْلَةِ جَاءَتْ بَزْقَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي وَجْهِهِ۔

[مصنف ابن ابي شيبه 2/365 ح7455، وسنده صحيح]
جس شخص نے نماز پڑھی (اور) قبلے کی طرف تھوکا (تو) قیامت کے دن اس کا

تھوک اس کے چہرے پر (لگا ہوا) ہوگا"

مرزا جہلمی تو کہتا ہے کہ کعبے کے اوپر جوتیوں سمیت ہی چڑھنا چاہے تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ [کعبہ] کا یہ ادب واحترام بتایا [کہ دنیا بھر میں کہیں بھی ہو] اس کی طرف منہ کر کے بھی نہ تھوکنا، ورنہ وہ تھوک بروز قیامت تمہاری آنکھوں کے درمیان ہوگا۔تو جو بد بخت جوتیوں کے ساتھ کعبہ شریف میں چڑھنے کی تعلیم دے اور اس بے ادبی کو ٹھیک کہے تو یقیناً اس کے سر پر بروز قیامت جوتیاں ہی پڑئیں گی۔

پھر توحید الٰہی عزوجل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کون سمجھ سکتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ کعبے کی طرف منہ کر کے بے شک تھوکو، تا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہے۔معاذ اللہ عزوجل۔ایسی شیطانی توحید تو مرزا جہلمی ہی کی ہوسکتی ہے، دین محمدی میں ایسی گستاخانہ تعلیم ہرگز نہیں۔

کعبہ کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرو اور مرزا جہلمی کے عقیدہ کا رد

کعبہ شریف کی تعظیم، اس کے ادب واحترام یہ سیکھایا گیا کہ کوئی مسلمان اس کی طرف نہ ہی منہ کر کے پیشاب وقضائے حاجت کرے اور نہ پیٹھ کر کے، جیسا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَلَا بَوْلٍ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا

[سنن ترمذی: كتاب الطهارة عن رسول الله: بَابُ فِي النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ

الْقِبْلَةِ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ 6. باب: پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے کی ممانعت۔حدیث نمبر 8]

"جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ [کعبہ] کی طرف منہ نہ کرو اور نہ پیٹھ،

https://www.islamicurdubooks.com/hadi
tarqeem=1bookid=6.php?hadith_number=8-th/hadith

اسی روایت کو خود مرزا جہلمی نے اپنے ایک لیکچر میں بیان کیا اور یہ کہتا ہے کہ

"اسی حوالے سے ایک حدیث ہے صحیح بخاری و مسلم کی متفق علیہ، بخاری میں 394، مسلم میں 609۔مشکوۃ میں 734۔کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم قضاء حاجت کے لیے جاو یعنی پیشاب اور پاخانہ کے لئے تو نہ تو قبلہ کی طرف رخ کرو کر کے بیٹھو اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھو۔یعنی پیٹھ کرنا بھی منع ،رخ کرنا بھی منع"

[3 منٹ 15 سیکنڈ]

QIBLAH Rukh PAISHAB karena,THOOKNA aur

※※※PAON kerna Kesa hai

https://www.youtube.com/watch?v=SMZ1IVWYkM

قارئین کرام! مرزا جی کا یہ پرانا عقیدہ تھا لیکن بعد میں انہی احادیث کے خلاف کعبۃ اللہ کے بارے میں ایسا عقیدہ اختیار کیا جو کہ بے ادبی و گستاخی پر مشتمل ہے اور مرزا جی کے اس جدید گستاخانہ عقیدے کے مطابق تو تعلیم یہ ہونی چاہے تھی کہ پاخانہ یا پیشاب کرتے وقت

قبلہ [کعبہ] کی طرف منہ لازمی کرنا تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہے۔معاذ اللہ عزوجل۔

لیکن وحی الٰہی کا فیصلہ یہ ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم کی جائے ،ہمارے آخری نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی تعلیم یہ ہے کہ کعبۃ اللہ کی تعظیم وتوقیر کا لحاظ رکھنا اوراس کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب و پاخانہ بھی نہ کرنا۔

قابل غور بات یہ ہے کہ حدیث میں یہ نہیں کہا گیا کہ عین کعبۃ اللہ کی حدود کے اندر کعبے کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرنا بلکہ عام حکم ہے کہ دور دراز جہاں بھی ہو اس کی طرف رخ کر کے پیشاب نہ کرنا۔ یہ کعبے کا ادب واحترام ہے۔

لیکن مرزا جی کی توحید ہی شیطانی توحید ہے جس کے بارے میں خود مرزا جی کہتے ہیں کہ

بھائی جب توحید بیان ہوگی تو گستاخی تو آٹومیٹکلی ہو جائے گی

یقیناً یہ مرزا کی شیطانی توحید ہے جس جو توحید کے نام پر انبیائے کرام علیہم السلام اولیائے عظام رحمۃ اللہ علیہم اور شعائر اللہ کی گستاخی کی تعلیم دیتی ہے۔

مرزا جہلمی کا Concept ہی غلط اور بے بنیاد ہے

مرزا جہلمی کا یہ کہنا کہ

"جوتیوں سمیت ہی چڑھنا چاہے تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ ہمارا معبود نہیں ہے"

حضرات گرامی شعائر اللہ کے ساتھ مرزا کا یہ Concept ہی غلط اور بے بنیاد ہے۔ایسا Concept ہمیں نہ ہی قرآن میں ملتا ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں ملتا ہے ۔مرزا کا سب سے بڑا مسئلہ ہی یہ ہے کہ جو اس کے منہ میں آتا ہے وہ کہہ دیتا ہے اور پھر اس

بے بنیاد دعوے کو دین بنانے کی کوشش کرتا ہے یا پھر توحید کی آڑ میں حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ،اولیاء اللہ،حزب اللہ،شعائر اللہ کی توہین کرتا ہے۔

ہم مرزا جہلمی اینڈ مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ ہمیں قرآن واحادیث سے کوئی ایک حوالہ ایسا دیکھا دیں جس میں ان مقدس ہستیوں یا مقدس مقامات سے معبودیت کی نفی کے لئے ایسا طرز اختیار کیا گیا ہو۔ پھر مرزا جہلمی کا گستاخانہ عقیدہ درست مانا جائے تو [معاذ اللہ] ان مقدس ہستیوں اور مقدس مقامات کی سرے سے تعظیم وتوقیر ہی نہیں کرنی چاہے کہ کہیں ان کو کوئی معبود نہ سمجھ لے۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ۔

کسی غیر مخلوق سے معبودیت کی نفی کا یہ گستاخانہ اور غیر اخلاقی طریقہ گستاخوں اور بے ادبوں کا تو ہوسکتا ہے لیکن کسی مومن کا نہیں ہوسکتا کیونکہ اہل ایمان کے لیے قرآن نے واضح فرمایا کہ ''وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ''' بات یہ ہے اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے'' (پارہ 17 الحج آیت 32) ''وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ ۔میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو (پارہ 5 المائدہ 12) ''لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۔اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو (پارہ 26 الفتح 9)

مرزا جہلمی کے سر پر جوتیاں

مرزا جہلمی صاحب اپنے فرقہ کے بانی ہیں ،اور ان کے پیروکاران کو بہت بڑا محقق اور عالم دین سمجھتے ہیں اس لحاظ سے یقیناً ان کا بڑا ادب واحترام اور تعظیم بھی کرتے ہیں۔

لیکن ہم کہتے ہیں کہ مرزا جہلمی کو ان کے پیروکاروں نے وہی مقام دے دیا ہے جس کا ذکر خود مرزا جہلمی نے بھی اپنے ریسرچ پیپرز میں کیا کہ

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

''ان [یہودی اور عیسائی] لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے درویش لوگوں اور علماء کو اپنا رب بنالیا ہے۔ [وحی کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی مانتے ہیں]

تو یہی حال مرزایوں کا مرزا جی کے ساتھ ہے اور مرزا جی کا بھی حال یہی ہے کہ وحی کے خلاف اپنے خودساختہ گستاخانہ عقائد بیان کرتا ہے جیسے منی خدا، توحید بیان کریں گے تو ان [مقربین الہی] کی گستاخی آٹومیٹکلی ہو جائے گی، نبی تے شے ہی کوئی نہیں، یا یہی کعبہ کی توہین والا عقیدہ، وحی کے فیصلوں میں ایسے عقائد نہیں ملتے بلکہ وحی کے فیصلوں کو چھوڑ کر مرزائی اپنے بابے مرزا جہلمی کی مانتے ہیں تو مذکورہ آیت کے مصداق ٹھہرتے ہیں۔

اب مرزا جہلمی کے اصول سے مرزائیوں پر لازم ہے کہ تم نے جو مرزا کو رب بنالیا ہے تو اس معبود کی نفی کرتے ہوئے مرزائی اصول کے مطابق مرزا کے سر پر جوتیوں سمیت چڑھ جاو۔ یا مرزا جہلمی کے سر پر جوتیاں مارو بلکہ جب مرزا کے مطابق معبودیت کی نفی کا یہی طریقہ ہے تو انہیں چاہے کہ مرزا کے سر پر پیشاب کریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ یہ مرزایوں کا رب نہیں بلکہ جہلم کا ایک جاہل چھوکرا ہے۔

مرزا جہلمی اپنے ماں باپ کو جوتیاں مارے

اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا

[مجمع الزوائد للطبرانی، صَحِيحُ الْجَامِع: 5443، صَحِيحُ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيب: 101]

"وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر و احترام نہ کرے۔"

اور والدین کے بارے میں قرآن پاک میں آتا ہے کہ

"لَوَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَ بِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا-اِمَّا يَبۡلُغَنَّ عِنۡدَكَ الۡكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوۡ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنۡهَرۡهُمَا وَ قُلۡ لَّهُمَا قَوۡلًا كَرِيۡمًا (۲۳) وَ اخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَةِ"

[پارہ 15 بنی اسرآءیل: آیت 23، 24 تفہیم القرآن: ص ۶۱۰]

اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اُف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان کے احترام کے ساتھ بات کرو۔ اور نرمی و رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو

والدین کی تعظیم و توقیر، ادب و احترام بلکہ ان کے سامنے جھک کر رہنے کا حکم دین اسلام نے دیا ہے تو مرزا جہلمی اپنے والدین کی تعظیم و توقیر، ادب و احترام کرتا ہے کہ نہیں؟ ان کے سامنے جھک کر رہتا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو وحی کے فرمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا مخالف اور بے ادب قرار پایا اور اگر یہ سارے آداب وہ بجا لاتا ہے تو اپنے گستاخانہ عقیدے کے مطابق اسے چاہئے کہ اپنے والدین کو اپنی اکیڈمی میں بلا کر سب کے سامنے بٹھا کر ان کے سروں پر جوتیاں رکھ دے تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مرزا جی کے والدین ہیں، اس کے معبود نہیں ہے۔

مرزا جہلمی اپنے ماں باپ کی قبروں پر پیشاب کرے

بلکہ مرزا جہلمی صاحب کو چاہیے کہ جب اس کے ماں باپ مر جائیں تو ان کی قبروں پر جا کر جوتیوں سمیت چڑھے بلکہ ان پر کھڑے ہو کر پیشاب کرے ،تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ مرزا جہلمی اپنے والدین کی تعظیم وادب تو کرتا تھا لیکن معبود نہیں سمجھتا۔

بلکہ مرزا جہلمی تو اپنے فرقے کا گرو ہے تو اسے چاہیے کہ وصیت لکھ کر رکھ لے جس میں یہ لکھا ہو کہ میرے [یعنی مرزا جہلمی کے] مرنے کے بعد میرا جو بھی پیروکار میری قبر پر آئے تو جوتیوں سمیت میری قبر کے اوپر کھڑا ہو بلکہ میری قبر کے اوپر پیشاب بھی کرے تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ ہم اس کو معبود نہیں سمجھتے کیونکہ مرزا جی کے اصول سے جب [معاذ اللہ] جوتے سمیت چڑھنے سے معبودیت کی نفی ہوگی تو مرزا کی قبر پر پیشاب کرنے سے تو بدرجہ اولی نفی لازم آئے گی۔

ممکن ہے کہ مرزا جہلمی کہے کہ جوتوں کی بات تو میں نے کہی تھی لیکن یہ پیشاب کی بات کہاں سے آ گئی ؟ تو ہم کہتے ہیں کہ جہاں سے تمہارے جوتوں کی بات آئی وہیں سے پیشاب کی بات آئی ہے۔ جب تم بے بنیاد بات کہہ کر ہمارے مقدس مقامات کی بے ادبی کر سکتے ہو تو ہمیں [الزاماً] یہ حق خود تم نے دے دیا ہے۔

موضوع

مرزا جہلمی کی شیطانی وگستاخانہ توحید

مرزا جہلمی کی شیطانی توحید اور مقربین الٰہی کی گستاخی

مرزا جہلمی صاحب توحید کے بارے میں کہتے ہیں کہ

"اور مجھے مولانا اسحاق صاحب کا وہ جملہ ہمیشہ یہ آیت پڑھتے ہوئے یاد آتا ہے بعض اوقات تو وہ فی البدیہہ ایسے جملے بولتے تھے جاندار، ایک گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ بھائی جب توحید بیان ہوگی تو گستاخی تو آٹو میٹکلی ہوجائے گی کیونکہ توحید کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ کے سواء کوئی پیغمبر، کوئی فرشتہ، کوئی بزرگ، کوئی بابا، شہ ہی کوئی نہیں، توحید کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ کوئی انسان اپنا پیشاب بھی نہیں روک سکتا خواہ وہ پیغمبر ہو یا عام انسان ہو......"

(حوالہ ویڈیو: 1 گھنٹہ 23 منٹ تا 1 گھنٹہ منٹ 10 سیکنڈ تک)

https://www.youtube.com/nYn2Jx4hxaQ

A SessionPublic Q-Youtube Video Name:058

Meeting of SUNDAY with Engineer Muhammad

(Sept-2022-(04Ali Mirza Bhai

مرزا جہلمی صاحب اور ان کے بابے اسحاق صاحب کی یہ خود ساختہ شیطانی توحید ہے ،توحید کا یہ مطلب کہ توحید بیان ہوگی تو ان بزرگ ہستیوں کو آٹو میٹکلی گستاخی ہوجائے گی

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ !

ایسی شیطانی توحید نہ ہی قرآن پاک کی کسی آیت سے ثابت ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی حدیث سے ثابت ہے مرزا جہلمی تو عوام الناس کو بار بار ''وحی کے فیصلوں'' کا درس دیتا ہے لیکن واللہ العظیم! وحی کے فیصلوں میں ایسی شیطانی توحید ہرگز موجود نہیں ہے۔

بلکہ یہ مرزا جی اور اس کے استاد کی خودساختہ شیطانی توحید ہے۔ مرزا جی جب بزرگوں کی بات کرتے ہیں تو منہ ٹیڑھا کر کے کہتے ہیں کہ

''بابے تے شی ہی کوئی نہیں''

مرزا جی جب بابے شی ہی کوئی نہیں تو خود

''مرزا بابا اور اس کا بابا اسحاق'' کیا شے ہیں؟

کہ ان کی غلیظ اور گستاخانہ باتوں کو آنکھیں بند کر کے مان لیا جائے؟

https://www.youtube.com/watch?v=wuVVOrnKHjg

تعظیم حبیب الباری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرزا جہلمی کا گستاخانہ عقیدہ

مرزا جی کہتے ہیں کہ <u>جب توحید بیان ہوگی تو گستاخی تو آٹومیٹکلی ہو جائے گی لیکن</u> ہمارا خدا وحدہ لاشریک اپنی توحید پر ایمان لانے کے بعد جس چیز کا حکم ارشاد فرماتا ہے وہ مقربین الٰہی پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنا ہے۔

''لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی **تعظیم وتوقیر** کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو (پارہ 26 الفتح 9)

اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لانا اور ان کی تعظیم وتوقیر کرنا قرآنی نص سے ثابت ہے چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ

"وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ۔(پارہ5المائدہ12)

میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو

"فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ۔(پارہ9الاعراف157)

تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں

اللہ وحدہ لاشریک نے قرآن پاک میں تعظیم وتوقیر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں حکم ارشاد فرمایا

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہوجائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(پارہ26الحجرات2)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ۔وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔

اے ایمان والو رَاعِنَا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے (پارہ1البقرۃ104)

مومن وہ ہے جو اُن کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے منکر تو مرے دل سے

خود مرزا جی اپنے ایک پرانے لیکچر میں کہتے ہیں کہ

''یعنی پرہیزگاری کا criteria [معیار] ہے تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جو جتنا آپ کی عزت وتوقیر کرنے والا ہے وہ اتنا ہی متقی اور پرہیزگار ہے'' [ویڈیو: 6 منٹ 50 سیکنڈ]

https://www.youtube.com/watch?v=LRo4mmCrs5Y

یہ مرزا جہلمی کا قدیم عقیدہ تھا جو وحی کے فیصلوں کے مطابق تھا لیکن بعد میں ایک مرتبہ پھر مرزا جی پر شیطان نے حملہ کیا تو وحی کے ان سب فیصلوں کو پس پشت ڈال کر وحی کے فیصلوں کے خلاف یہ گستاخانہ عقیدہ ایجاد کیا کہ **جب توحید بیان ہو گی تو [پیغمبروں، بزرگوں کی] گستاخی تو آٹومیٹکلی ہو جائے گی۔ معاذ اللہ عزوجل۔**

{اللہ عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں تقابل نہیں جو کرے وہ جھوٹا مرزا کا بیان}

پھر مرزا جی نے جس غلیظ انداز میں اپنی خود ساختہ توحید کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ

''توحید کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ کوئی انسان اپنا پیشاب بھی نہیں روک سکتا خواہ وہ پیغمبر ہو یا عام انسان ہو......''

معاذ اللہ دیکھیں کیسے بیہودہ وگستاخانہ انداز میں توحید کی آڑ میں پیغمبروں اور بزرگوں کی توہین کی جارہی ہے۔ اب اگر مرزا جی یا مرزائی یہ تاویل کریں کہ یہاں اللہ کے مقابلے میں بات کی جارہی ہے تو ہم مرزا کے سر پر خود اس کی جوتی مارتے ہیں

کیونکہ خود مرزجی اپنے ایک بیان میں کہتے ہیں کہ

''یہ ڈائیکٹرین ہی غلط ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہیں پر بھی انبیاء کو یا جبرائیل کو یا فرشتوں کو اپنے مقابلے پر کبھی قرار دیا ہے؟ان کو تو کہا گیا ہے ''حِزبَ اللہ ''(مرزاجی نے یہاں ''ب'' کے اوپر ''پیش پڑھی''یعنی حِزبُ اللہ'' جبکہ یہ زبر کے ساتھ ''حِزبَ اللہ'' ہے)اللہ کی پارٹی۔تو انبیاء کرام کے بارے میں یہ جملہ بولا کہ اللہ کے مقابلے پر،پہلی بات ہے کہ یہ پہلا جھوٹ ہے [کیونکہ] وہ اللہ کے مقابلے پر تو ہے نہیں ہیں۔اللہ تو کہہ رہا ہے کہ ''مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ''(النساء:آیت ۸۰)جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔اللہ و رسول آمنے سامنے ہیں ہی نہیں ہیں،پہلا جھوٹ۔......انبیاء و اولیاء پر غصہ نکالنے کی ضرورت نہیں ہے آپ نے توحید بیان کرنی ہے''(حوالہ ویڈیو:2منٹ تا3منٹ10 سیکنڈ تک)

https://www.youtube.com/watch?v=3m6IGp_bWqQ

Youtube Video Name:TOHEED Ke Naam Par Dawat-e-HAQ to Ahl-e-Hadith※※※GUSTAKHI ((Engineer Muhammad Ali MirzaDeoband

تو ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ

مرزا جہلمی کی ''یہ ڈائیکٹرین ہی غلط ہے کیونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی ایسی توحید بیان نہیں کی۔نیز اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرتوں کو تو بیان کیا لیکن کہیں بھی ایسا

انداز اختیار نہیں کیا کہ اپنی قدرتوں کو اس انداز میں بیان کیا ہو کہ اس کے مقربین کی توہین ہو۔ لہٰذا یہ مرزا کا جھوٹ ہے اگر مرزا جہلمی میں ہمت ہے تو کوئی ایک آیت ایسی پیش کر دے جس میں ایسی شیطانی توحید بیان کی گئی ہو۔ مرزا جہلمی نے خودساختہ توحید کو اسی بہودہ انداز میں پیش کیا جس انداز میں امام الوہابیہ اسمعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں پیش کیا تھا جس کو خود مرزا جہلمی نے قبول نہیں کیا۔ لہذا مرزا جہلمی کا انداز اسمعیل دہلوی کی طرح انتہائی خطرناک اور گستاخانہ ہے، اور مرزا جہلمی خارجیوں سے متعلق آیات کو پیش کر کے اپنا غلط معنی و مطلب شامل کر دیتا ہے۔

مرزا جہلمی کا الزامی جواب

مرزا جہلمی نے توحید کا جو غلط تصور پیش کیا کہ

"توحید کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ کوئی انسان اپنا پیشاب بھی نہیں روک سکتا خواہ وہ پیغمبر ہو یا عام انسان ہو......"

تو مرزا جی کی یہ ڈاکٹرین ہی غلط ہے جیسا کہ ہم اسی کی زبانی بیان بھی کر چکے لیکن یہاں الزامی طور پر بھی ہم جواب پیش کرتے ہیں کہ دیکھیں اگر کوئی کہہ کہ توحید کا مطلب یہ ہے کہ کوئی انسان اللہ عزوجل کی مرضی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا تو یقیناً اس پر کوئی کلام نہیں لیکن اگر اسی بات کو ہم اس انداز میں کہیں کہ

توحید کا مطلب یہ ہے جب تک اللہ نہ چاہے کوئی ایک قدم نہیں ہلا سکتا حتا کہ اگر کوئی کتیہ مرزا جہلمی کے ماں باپ کے منہ پر پیشاب کرے تو وہ اس کے پیشاب سے نہیں بچ سکتے۔

تو یقیناً یہ انداز خود مرزا جہلمی کو بھی قابل قبول نہ ہو گا بلکہ اس انداز کو وہ اپنے والدین کی توہین تصور کرے گا۔ یا اگر کوئی یہ کہے کہ

توحید کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی کے اذن کے بغیر کوئی شخص حرکت تک نہیں کر سکتا۔

تو یقیناً یہ بات و انداز درست ہے لیکن اسی بات کو اگر ہم اس انداز میں کہیں کہ

توحید کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اللہ نہ چاہے مرزا جہلمی کے باپ اس کی ماں کے اوپر چڑھ نہیں سکتا۔

تو یقیناً یہ انداز خود مرزا جہلمی کو بھی قابل قبول نہ ہو گا اور اس انداز کو وہ اپنے والدین کی توہین تصور کرے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ یہاں ہمارے اس اسلوب پر مرزا جی یا مرزایوں کو غصہ بھی آئے۔ اور اللہ کرے کہ غصہ آئے۔ تاکہ عوام الناس کو علم ہو سکے کہ درست بات بھی اگر غلط و بیہودہ انداز میں کسی عام شخص کے بارے میں کہی جائے تو اس کی توہین سمجھی جاتی ہے تو پھر مقربین الہی بالخصوص ہمارے آقا ﷺ فداک ابی وامی کے بارے میں مرزا ایسے گستاخانہ وغلیظ انداز میں گفتگو کرے گا تو ان کی توہین و گستاخی ہی تصور کی جائے گی۔
ممکن ہے کہ مرزا جہلمی یا مرزائی یہ کہیں کہ دیکھ مولانا صاحب نے مرزا صاحب کے والدین کے بارے میں کیسا غلط انداز اختیار کیا تو اس پر ہم مرزا جی اینڈ مرزایوں سے عرض کرتے ہیں کہ جناب آپ حضرات غصہ نہ کریں کیونکہ جب مرزا ہمارے پیغمبروں و بزرگوں کے بارے میں اس قسم کا بیہودہ انداز اختیار کرے تو وہ توحید کا بیان کہلائے تو پھر

مرزا کے ماں باپ تے شی ہی کوئی نہیں
مرزا جیسا بد بخت تے ہے ہی کوئی نہیں

مرزا خارجی پیداوا کو الزامی جواب

مرزا جی اینڈ مرزایوں کی توحید بھی نہ صرف شیطانی توحید ہے بلکہ خارجیوں کی نقش قدم پر چلتے ہوئے غلط استدلال کرتے ہیں اور ایک رخ پیش کرتے ہیں، تو ہم انہی کے انداز میں الزامی طور پر کہتے ہیں کہ عزت صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے

''فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا''(النساء: ۱۳۹)

''تو تمام عزتوں کا مالک اللہ ہے''

تو عزت صرف اللہ عزوجل ہی کے لیے ہیں لہذا اللہ عزوجل کے سامنے مرزا یا اس کے ماں باپ ذلیل و کمینے ہیں۔ مرزا کے ماں باپ تے شی ہی کوئی نہیں۔

[نوٹ: یاد رہے یہ ساری گفتگو مرزا کے بہودہ انداز کے عمل کا ردعمل ہے اور الزامی طور پر محض مرزا جہلمی کے انداز کی قباحتیں اور غلاظتیں دیکھنے کے لیے کی گئی ہے]

بابے اسحاق اور مرزا بابے کے سر پر مرزا جہلمی کی جوتی

مرزا جہلمی صاحب اپنے بابے اسحاق توحید کے بارے میں کہتے ہیں کہ

''اور مجھے مولانا اسحاق صاحب کا وہ جملہ ہمیشہ یہ آیت پڑھتے ہوئے یاد آتا ہے بعض اوقات تو وہ فی البدیہ ایسے جملے بولتے تھے جاندار، ایک گفتگو میں انہوں نے فرمایا کہ بھائی جب توحید بیان ہو گی تو گستاخی تو آٹومیٹکلی ہو جائے گی کیونکہ توحید کا مطلب ہی یہ ہے کہ اللہ کے سواء کوئی پیغمبر، کوئی فرشتہ، کوئی بزرگ، کوئی بابا، شہ ہی کوئی نہیں، توحید کا تو مطلب ہی یہی ہے کہ کوئی انسان اپنا پیشاب بھی نہیں روک سکتا خواہ وہ پیغمبر ہو یا عام انسان ہو......'' (حوالہ ویڈیو: 1 گھنٹہ 23 منٹ)

https://www.youtube.com/watch?v=NyN2JX4hxaQ

ہم کہتے ہیں کہ مرزا جہلمی کے بابے اسحاق اور خود مرزا بابے نے توحید کا جو مطلب بیان کیا ہے یہ قطعاً درست نہیں ہے، توحید بیان کرنے سے کسی بھی بزرگ ہستی کی توہین ہرگز نہیں ہوتی۔ بلکہ توحید کا ایسا مطلب بیان کرنا خود مرزا جہلمی صاحب کے اپنے ایک بیان کے بھی خلاف ہے چنانچہ مرزا جہلمی اپنے ایک قدیم بیان میں کہتا ہے کہ

”توحید کا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ توحید کا مطلب توہین رسالت ہو جائے، توحید اور توہین میں فرق کرنا چاہیے یہ بڑا اخطرناک معاملہ ہے، کوئی یہ چھوٹا معاملہ نہیں ہے“

(حوالہ ویڈیو: 3 منٹ 51 سیکنڈ تا 3 منٹ 10 سیکنڈ تک)

https://www.youtube.com/watch?v=3m6IGp_bWqQ

Youtube Video Name:TOHEED Ke Naam Par Dawat-e-HAQ to Ahl-e-Hadith※※※GUSTAKHI (Engineer Muhammad Ali MirzaDeoband)

الحمد للہ عزوجل ہمارا دعوی خود مرزا جہلمی کی زبان سے ثابت ہو گیا اور حق وہ ہے جس کا اقرار خود مخالف بھی کرے، مرزا جہلمی کا پرانا اور درست عقیدہ یہی تھا کہ توحید کا مطلب توہین رسالت [یا توہین مقربین الہی] ہرگز نہیں لیکن اب آ کر وحی کے فیصلوں کے خلاف جو اسحاق بابے کی اندھا دھند پیروی کی تو نہ صرف شیطانی توحید کے پیروکار بن گیا بلکہ ایسی اندھا دھند پیروی کر کے خود اس آیت کا مصداق ٹھہرا

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ

”ان [یہودی اور عیسائی] لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے درویش لوگوں اور علماء کو اپنا رب بنا لیا ہے۔ [وحی کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں کی مانتے ہیں]

تو مرزا جہلمی نے وحی کے فیصلوں کے مطابق پہلے جو درست وصحیح توحید بیان کی تھی بعد میں اللہ عزوجل کے ان فیصلوں کو ترک کر دیا، وحی [کے ان فیصلوں] کو چھوڑ کر اپنے بزرگ [بابے اسحاق] کی ماننے لگ گیا اور بابے اسحاق کی اندھا دھند اندھی پیروی میں شیطانی توحید بیان کرنے لگا بلکہ بذبان مرزا خود نہ صرف بابے اسحاق نے بلکہ خود مرزا نے شیطانی توحید بیان کی۔ المختصر توحید کا جو گستاخانہ مطلب مرزا جہلمی اور اس کے بابے اسحاق نے پیش کیا وہ ہرگز درست نہیں ''وحی کے فیصلوں'' میں ایسی توحید ہرگز نہیں **ملتی**۔

مرزا جہلمی اور مرزائیوں سے سوال

مرزا جہلمی صاحب اپنے ایک پرانے بیان میں کہتے ہیں کہ

''توحید کا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ توحید کا مطلب توہین رسالت ہو جائے''

https://www.youtube.com/watch?v=3m6IGp_bWqQ

اور دوسرے بیان میں اپنے بابے کی تعریف کو قبول کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

[بھائی جب توحید بیان ہوگی تو گستاخی تو آٹومیٹکلی ہو جائے گی]

https://www.youtube.com/watch?v=NyN2JX4hxaQ

اب ہم مرزا جہلمی اینڈ مرزائیوں سے کہتے ہیں کہ مرزا جی کے ان دونوں بیانات میں سے توحید کی کون سی تعریف درست ہے؟ اگر پہلی کو درست مانو تو دوسری غلط اور اگر دوسری کو درست مانو تو پہلی غلط۔ اب اس گھتی کو بھی خود ہی حل کرو۔

جھوٹے شخص کی یہ نشانی ہوتی ہے کہ وہ کبھی کچھ کہہ دیتا ہے اور کبھی کچھ! مرزا جہلمی بھی تضادات کا مجموعہ ہے۔ ایک طرف توحید کا مطلب یہ کرتا ہے کہ ''**جب توحید بیان ہوگی تو گستاخی تو آٹومیٹکلی** ہو جائے گی''، لیکن دوسری طرف خود ہی مرزا جہلمی

کہتا ہے کہ ''**توحید کا مطلب قطعاً یہ نہیں کہ توحید کا مطلب توہین رسالت ہو جائے توحید اور توہین میں فرق کرنا چاہیے**'' قارئین کرام! دونوں حوالوں کا لنک اوپر درج ہے۔تو یہ پاگل پن نہیں تو کیا ہے کہ کبھی کچھ کہہ دیا اور کبھی کچھ۔اللہ عزوجل ایسے جہلا سے امت کو محفوظ رکھے۔آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

مرزا جہلمی خود کہتا ہے کہ

حدیث میں تو یا فرض نماز آئی ہے یا نفلی نماز [19 منٹ 18 سیکنڈ]

https://www.youtube.com/watch?v=D6QjVibZ_oUqj3RC&v=g2a76JmlZos&feature

یہاں مرزا جہلمی نے خود نفل نماز کو حدیث سے تسلیم کیا لیکن اپنے ایک دوسرے بیان میں کہتا ہے کہ نفل فالتو کو کہتے ہیں یعنی فالتو (فضول) نمازیں۔معاذ اللہ

مرزا جہلمی صاحب کہتے ہیں کہ

اس [شیطان] نے یہ کہا تھا میرے جیسا ہے ہی کوئی نہیں آدم تے شی ہی کوئی نہیں

شیطانی توحید اینڈ باب:38 منٹ 25 سیکنڈ

https://www.youtube.com/watch?v=Uwzg8nG_GOg&t=733s

تکبر میں آکر جو بولی شیطان نے بولی تھی یہی بولی آج مرزا جہلمی بھی بول رہا ہے اپنے آپ کو افلاطون سمجھ لیا ہے اور دنیا بھر کے کسی عالم کسی بزرگ کو کچھ سمجھتا ہی نہیں گویا وہی بات مرزا جہلمی بھی کہہ رہا ہے جو بقول مرزا کے شیطان نے کہی

میرے جیسا ہے ہی کوئی نہیں علمائے دین تے شی ہی کوئیں

فاتح دیوبندیت، حضرت محدثِ اعظم پاکستان
مولانا مفتی سردار احمد قادری رضوی کا اہم اور نایاب فتویٰ

تخریج: محمد افضال حسین نقشبندی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت محدثِ اعظم کے اس نایاب قلمی فتوی کا عکس جناب محمد افضال حسین نقشبندی صاحب (سانگلہ ہل) کے پاس موجود تھا جسے انہوں نے کمپوز اور تخریج کر کے اشاعت کے لیے دیا، جس کے لیے ادارہ ان کا مشکور ہے، اس فتوی میں دی گئی آیات پاک اور حدیث شریف کی تخریج اور ترجمہ قوسین () میں درج کیا گیا ہے تا کہ امتیاز رہے۔ (میثم قادری)

الاستفتا

(1) کیا فرماتے ہیں علمائے ربانی کہ اس اشتہار میں کوئی شرعی گرفت ہے یا نہ۔ اگر کوئی شرعی غلطی ہے تو وہ کس درجہ کی ہے، کفر ہے یا مشابہ بالکفر ہے؟ یا شان تنقیص امام الصابرین سید الشهداء علیه رحمة و اسعة ہے یا مشابہ بالتنقیص ہے یا بالکل بے غبار ہے؟

(2) اگر شرعی غلطی ہے تو پھر مشتہرین پر شرعاً توبہ کا اعلان اشتہاراً واجب ہے یا نہ؟

(3) اور پھر باطل کی فتح مقابلے حق کے ماننا شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

(4) جو شخص برسرِ منبر عام مجمع میں یزیدیوں کی فتح اور سیدی امام الصابرین علیه رحمته و اسعته کی شکست ظاہری بتائے اس کا شرعی کیا حکم ہے؟

ایسے شخص پر شرعاً توبہ واجب ہے یا نہ؟۔
(5) اور سید الشہداء علیہ رحمۃ واسعۃ کی طرف شکست کا منسوب کرنا شرعا جائز ہے یا حرام؟
(6) شکست کا معنیٰ کیا ہے؟
(7) امام عالی مقام علیہ رحمۃ واسعۃ کو ظاہری شکست ہوئی ہے یا نہ؟
(8) ظاہری شکست منسوب کرنے سے توہین ہے یا نہ اور اگر توہین ہے تو مُوہن (توہین کرنے والا) کا حکم شرعی کیا ہے؟
(9) جو ظاہری شکست مانے اور پھر اس پر اصرار بھی کرے اس کا کیا حکم ہے؟
(10) اگر کوئی شخص جنگ اُحد شریف کے واقعہ مبارکہ کو دیکھ کر میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف شکست منسوب کرے اس کا حکم شرعی کیا ہے؟
(11) اگر جنگ اُحد شریف میں شکست منسوب کرنا منع ہے تو جنگ کربلا معلیٰ میں بھی منسوب کرنا منع ہوگی یا نہ؟
(12) سید الشہداء علیہ رحمۃ واسعۃ کی شکست کیا ان کے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکست نہیں؟ حسین منی و انا منہ کے ماتحت۔
(13) یوں بیان کرنا کہ "یہ شکست نہیں تو اور کیا ہے کیا ان کا سر نیزے پر نہیں لٹکا یا گیا، کیا حرم شریف کو ننگے چہرے، اونٹوں پر نہیں بٹھایا گیا، کیا رنگ سیاہ کو سیاہ اور سرخ کو سرخ نہ کہا جائے گا؟" کیا ایسے بیان میں اہل بیت کی توہین ہے یا نہ۔؟
ہر ایک شق کا جواب مدلل عنایت فرمایا جائے۔ المستفتی فقیر محمد عنایت اللہ امرتسر۔ (شیر اہل سنت مناظر اسلام فاتح دیوبندیت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عنایت اللہ قادری رضوی حامدی رحمۃ اللہ علیہ نے

اشاعت اسلام اور تبلیغ دین کے لئے امرتسر کے محلہ شریف پورہ میں عظیم الشان مسجد اور دار العلوم قائم کیا تھا جس میں آپ خدمات انجام دیتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد آپ ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے اور اس کے بعد آپ علیہ الرحمۃ تاحیات سانگلہ ہل ضلع ننکانہ میں علوم و عرفان کے جواہر لٹاتے رہے، مذکورہ بالا سوالات آپ نے اس وقت تحریر فرمائے تھے جب آپ علیہ الرحمۃ امرتسر میں قیام فرماتے تھے۔ افضال نقشبندی)

الجواب

اشتہار مذکور پر نام نامی حسین پر علامت "ع" اور شہید اعظم پر "رض" کی علامت اور محمد دین و غلام محمد پر علامت "ص" یہ وہ صریح غلطی ہے کہ عوام کیا اس میں خواص بھی مبتلا ہیں۔ شرعاً ایسا لکھنا مکروہ ہے اور "ص" سے عام طور پر اشارہ کرتے ہیں درود شریف کی طرف، تو امت میں جب کسی کا نام محمد ہو تو اس پر "ص" لکھنے کا کوئی مطلب ہی نہیں، کیا امتی پر بھی درود بھیجا جاتا ہے؟ هو خلاف الجمهور الا ان يكون تبعا، درود شریف اس وقت تقریر و تحریر میں آتا ہے جب کہ نام نامی اسم گرامی محمد سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سامی منور مراد ہو نہ یہ کہ مطلق نام پر خواہ امتی کی ذات مراد ہو۔ کربلا معلیٰ میں اہل بیت اطہار پر ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے گئے یزیدیوں نے بڑی سخت قبیح و شنیع حرکتیں کیں۔ امام عالی مقام سید شباب اهل الجنة رضی الله عنه نے حلم و بردباری، شجاعت اور استقامت و رضا و تسلیم و صبر و استقلال کے وہ جواہر غیبیہ دکھائے کہ نوع انسانی اسے فراموش نہیں کر سکتی۔

ہمارے نزدیک ظاہر و باطن میں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی فتح ہوئی، حق و باطل کی جنگ میں حق کو فتح ہوئی امام عالی مقام رضی اللہ عنہ نے اپنے اموال کو، ظاہر کو، باطن کو، جسم منور و روح معطر کو، عزیز و اقارب و دوست احباب کو مولیٰ عزوجل کی رضا پر نثار کیا اور بڑا نازک سخت ترین

امتحان تھا اس میں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ پر کامیاب ہوئے، ارشاد باری ہے
وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰت - وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ-قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ.وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ

(پارہ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۷،۱۵۵)

ترجمہ کنز الایمان: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنایئے ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی طرف پھرنا یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں"

تو ایمانی نگاہوں میں جب کسی مسلمان کا خوف، بھوک، اموال کا کم ہونا، جانوں اور پھلوں کے متعلق امتحان ہو اور وہ ثابت قدم رہے رضا و تسلیم پر قائم رہے تو یہ اس کی ظاہر میں اور حقیقت میں بھی کامیابی ہے جس کی صابرین کو قرآن پاک میں بشارت دی گئی ہے، دل و جان و مال و متاع مولی عزوجل کی راہ میں قربان کرنا عین سعادت ہے ایک شخص نماز پڑھتا ہے اور دل لگا کر خشوع سے نہیں پڑھتا تو یہ کہا جائے گا کہ ظاہر میں اچھی عبادت کرتا ہے مگر باطن میں کمال سے خالی ہے۔ شریعت مطہرہ کا حکم ظاہر پر ہے ایک شخص مولیٰ عزوجل کی راہ میں دل و جان مال، متاع کو قربان کرتا ہے تو شرعاً یہی کہا جائے گا کہ اس نے اچھا کام کیا اور جب خلوصِ نیت اور رضا و تسلیم کے ساتھ ہے تو نور علی نور ہے۔ مسلمان کی فتح اس میں ہے کہ شریعت مطہرہ کا پابند رہے شہدائے کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے اپنی جانیں خدا

عزوجل کی راہ میں دیں اور مولی عزوجل کی رضا پر راضی رہے ان کو یہ نہ کہا جائے کہ ان کو شکست ہوئی بلکہ ان کو اچھے اچھے الفاظِ عظمت سے بیان کیا جائے۔

قرآن پاک میں تو فرمایا گیا کہ تم اللہ عزوجل کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ نہ گمان کرو اور نہ ان کو مردہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات۔ الآیة (پارہ ۲ سورۃ البقرۃ ۱۵۴)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔

نیز فرمایا:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا (پارہ ۴ سورۃ آل عمران ۱۶۹)

ترجمہ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا۔

دنیوی نگاہ میں مقابلہ میں مقتول ہونا شکست متصور ہوتا ہے اور دشمن بھی یہی تصور کرتے ہیں کہ جب ہم نے مقابلہ والے کو قتل کر دیا تو ہم غالب آئے وہ مغلوب ہو گئے مگر اسلامی اور شرعی نگاہ میں شہید کی فتح ہے۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب دشمن نے زخمِ کاری لگایا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے نعرۂ تکبیر لگا کر فرمایا فزتُ و ربِّ الکعبة "میں کامیاب ہوا ربِ کعبہ کی قسم" دیکھیے صحابی شہادت کو فتح فرما رہے ہیں

بخاری شریف پ ۱۱ کتاب الجہاد میں ہے

"فطعنه فانقذه فقال اللہ اکبر فزت و رب الکعبة"

ص ۳۹۳ مطبوعہ اصح المطابع دھلی (صحیح البخاری، کتاب الجہاد و السیر باب من ینکب او یطعن فی سبیل اللہ، حدیث نمبر ۲۸۰۱ ص ۴۶۴ مطبوعہ دار السلام، ریاض، سعودی عرب۔ صحیح مسلم کتاب الامارة باب ثبور الجنته

للشهيد ج ۲ ص ۱۳۹ مطبوعه قديمي كتب خانه آرام باغ كراچی ۔ السنن الكبرى للبيهقي كتاب الجزية باب لاصيد في عن ان يعطيهم المسلمود شياء ج ۹ ص ۲۲۵ مطبوعه اداره تاليفات اشرفيه ملتان ، مصنف عبد الرزاق باب واقعه حنين ج ۵ ص ۲۲۵ مطبوعه ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه كراچی)

شہادت سے فضلِ خدا سے شہید کو جنت ملتی ہے اور جنت نعمت ہے ، بہرحال اشتہار کا مضمون لکھنے والے نے توجہ سے کام نہیں کیا ایک تو یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام نامی ذکر سامی تک نہیں آیا ، اگر عاشقان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومحبان اہل بیت کے ساتھ محبان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی لکھ دیتے تو شیعہ وروافض سے اچھی طرح امتیاز ہو جاتا ، وہابیہ خارجیہ اہل بیت کے دشمن ہیں وہ تو ہر طرح سے یزید کی فتح مناتے ہیں ، ہم کو چاہئے کہ امام عالی مقام رضی اللہ عنہ جن کی شہادت امت کے لئے شفاعت ونعمت ورحمت کا خزانہ ہے ان کی فتح وعظمت کا چرچا کریں ، بہرحال ادب بہت اچھی چیز ہے اس کے بارے سب مسلمان محبان اہل بیت خود دلوں سے فیصلہ کریں کہ کیا کھلم کھلا اجلاس میں ، بیانات میں امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کی طرف شکست کی نسبت کرنا گوارا کرتے ہیں؟ اگرچہ بظاہر لفظ کی قید سے سہی ، نیاز مند خدام اپنے محاورات واشتہارات وتقاریر میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کرتے ۔

واللہ تعالیٰ ھو الموفق للادب فی شان الائمۃ الکرام رضی اللہ عنھم

فقیر محمد سردار احمد غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

محرم میں ذکر شہادت، شربت و پانی کی سبیل، نذر و نیاز اور گنگوہی کے فتوے کا رد

مولانا ابو حامد رضوی حفظہ اللہ

وہابیہ اسمعیلیہ دیوبندیہ کو اہل سنت سے ایک خاص قسم کا بغض وعناد ہے اور یہ اپنے اس بغض وعناد کو پورا کرنے کے لئے کسی بھی حد تک گزر جاتے ہیں جیسے اہل سنت سے بغض و عناد نکالنے کے لئے وہابی دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے میلاد و قیام میلاد کرنے والوں کو ہندوؤں اور رافضیوں سے تشبیہ دی بلکہ ان سے بھی بڑھ کر کہا جس کا ثبوت ہم نے اپنے پچھلے مہینے کے مضمون **"براہین قاطعہ کی عبارت کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ"** میں دے دیا ہے۔ اب ہم آپ کو گنگوہی صاحب کا ہی ایک اور فتوی دکھاتے ہیں جس میں اسی صاحب (دیوبندی رشید احمد گنگوہی) نے اہل سنت سے بغض وعناد نکالنے اور مسلمانوں کو کار خیر (جو کہ انہی کے اصولوں اور مسلمہ بزرگوں سے جائز امر ہے) سے روکنے کے لئے پھر وہی راگ الاپا ہے۔

قارئین کرام! مسلمان حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ وشہدائے کربلا سے اظہار محبت کرنے کے لئے بالعموم جب چاہیں اور بالخصوص محرم الحرام میں آپ کے ذکر وذکر شہادت کی محافل قائم کرتے اور آپ سے اپنی نسبت کا اظہار کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ کی نذر و نیار کا اہتمام کرتے اور پانی وشربت کی سبیل لگاتے ہیں۔ مسلمانوں کا یہ سب کچھ کرنا جنابِ دیوبند رشید احمد گنگوہی کو پسند نہیں تھا اور مسلمانوں کو یہ نیک، جائز واچھا کرتا ہوا

دیکھ کر اس کو درد ہوتا تھا اور آں جناب نے اپنے اس درد کی تسکین کے لئے امام عالی مقام امام حسین کے ذکر و ذکر شہادت اور اسی طرح محرم الحرام میں امام حسین کے نام کی پانی و شربت کی سبیل اور آپ کی نیاز کے کھچڑے کو بھی حرام قرار دے دیا اور اس میں بھی مسلمانوں کو رافضیوں کے ساتھ ملا دیا۔ جیسا کہ انہوں نے میلاد و قیام میلاد میں مسلمانوں کو ہندوؤں اور رافضیوں کے ساتھ ملایا تھا۔

ذکر حسین کی محفل ناجائز و حرام دیوبندی فتوی

دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے:

محرم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا **سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔**

(فتاوی رشیدیہ، ص۱۲۶، ادارہ صدائے دیوبند، ص۱۳۰، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی)

دیکھ لیں! گنگوہی صاحب کیا کہہ رہے ہیں محرم الحرام میں امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر کرنا اگرچہ صحیح روایات کے ساتھ ہو درست نہیں بلکہ حرام ہے۔ وجہ کیا جی رافضی کرتے ہیں اس لئے۔

گنگوہی ایک اور مقام پر لکھتا ہے:

عشرہ میں اور روز عشرہ کے ذکر شہادتین گناہ ہے ہرگز نہ کرے اور نہ اس میں شریک ہو یہ مشابہ روافض کے اور حرام ہے۔ (باقیات فتاوی رشیدیہ، ص۸۶، دار الکتاب لاہور)

مزید لکھتا ہے:

عشرہ میں ذکر شہادت پڑھنا حرام ہے اس واسطے کہ یہ مشابہ رافضیوں کے ہے۔

(باقیات فتاوی رشیدیہ، ص ۸۵، دار الکتاب لاہور)

اولاً: وہابی دیوبندی یہ بتائے کہ جو کام رافضی و شیعہ کریں گے کیا وہ ناجائز و حرام ہوگا۔؟ اگر ایسا ہی ہے تو پھر وہابیہ دیوبندیہ خدا کو ایک ماننا چھوڑ دیں کیونکہ رافضی بھی بظاہر خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اسی طرح خدا کو قادر، علیم، سمیع و بصیر اور متکلم ماننا چھوڑ دیں کیونکہ بظاہر رافضی بھی خدا کے لئے صفات مانتے ہیں۔ اسی طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ماننا چھوڑ دیں کیونکہ بظاہر رافضی بھی یہ کام کرتا ہے۔ اگر دیوبندی بظاہر یہ کام نہیں چھوڑ سکتا تو روافض کے ساتھ مشابہت کا جو جواب وہ دے گا ہماری طرف سے بھی قبول کرلے، ہمیں معلوم ہے کہ ہماری اس گفتگو سے وہابی کو خارش ہوگی ہم اس کا فی الحال علاج کرنے کے لئے صرف ایک حوالہ یہاں بیان کر دیتے ہیں۔

دیوبندی عالم صفدر اوکاڑوی لکھتا ہے:

> اسماعیل سلفی نے صراحتاً کذب کا ارتکاب کیا ہے اہل سنت کے ساتھ اہل بدعت کسی عقیدہ میں موافقت کر لیں تو اس کو یہ نہیں کہیں گے کہ اہل سنت نے اہل بدعت کی موافقت کی بلکہ اسے کہیں گے اہل بدعت نے اس مسئلہ میں اہل سنت کی موافقت کی ورنہ کوئی کل کو کہے گا کہ عیسائی بھی خدا تعالی کے قائل ہیں اسماعیل بھی اور یہ عنوان لکھے گا۔ "اسماعیل سلفی کی عیسائیوں سے ہم نوائی" پھر کوئی اور اٹھے گا اور کہے گا مرزائی بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول تو مانتے ہیں اگر چہ آخری نہیں اور اسماعیل سلفی

بھی رسول کو مانتا ہے اور عنوان قائم کرے گا" اسماعیل سلفی کی مرزائیوں سے ہمنوائی۔(تسکین الاتقیاء فی زیارۃ خاتم الانبیاء، ص ۲۱۰، پاسبان حق پبلیشر)

ہم دیوبندیہ کو کچھ ترمیم کے ساتھ یہی جواب دیتے ہیں:

گنگوہی جی نے صراحتاً کذب کا ارتکاب کیا ہے اہل سنت کے ساتھ رافضی کسی عقیدہ میں موافقت کر لیں تو اس کو یہ نہیں کہیں گے کہ اہل سنت نے روافض کی موافقت کی بلکہ اسے کہیں گے روافض نے اس مسئلہ میں اہل سنت کی موافقت کی ورنہ کوئی کل کو کہے گا کہ عیسائی بھی خدا تعالی کے قائل ہیں گنگوہی جی بھی اور یہ عنوان لکھے گا۔" گنگوہی جی کی عیسائیوں سے ہم نوائی" پھر کوئی اور اٹھے گا اور کہے گا مرزائی بھی محمد ﷺ کو رسول تو مانتے ہیں اگر چہ آخری نہیں اور گنگوہی جی بھی رسول کو مانتا ہے اور عنوان قائم کرے گا" گنگوہی جی کی مرزائیوں سے ہمنوائی"۔

قارئین! یہ ہم نے نہیں لکھا بلکہ خود دیوبندیوں کا لکھا ہوا ہے۔ہم نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے دیوبندی جو جواب اس کا دیں گے وہی ہماری طرف سے مان لیں۔ یہ صرف ایک حوالہ ہے اور حوالے باقی ہیں۔

ثانیاً: اہل سنت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر و ذکر شہادت کو محرم الحرام کے ساتھ خاص نہیں کرتے بلکہ آپ کے نام کی محافل اور آپ کا ذکر خیر ہمارے ہاں ہوتا ہی رہتا ہے۔لہذا اس میں روافض کے ساتھ مشابہت کیسی۔؟

ثالثاً: اہل سنت کے ہاں جو محافل ہوتی ہیں ان میں صرف ذکر شہادت ہی نہیں ہوتا بلکہ ذکر صحابہ و صحابیات اور ذکر امہات المومنین بھی ہوتا ہے لہذا اس میں روافض کے ساتھ

مشابہت ہو ہی نہیں سکتی۔

رابعاً: وہ مجلس کہ جس میں معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا لازم وضروری سمجھا جاتا ہے اور معاذ اللہ اس کے بغیر یہ مجلس گویا کہ مکمل نہیں ہوتی اور ایک وہ محفل جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نام بھی ادب سے لیا جاتا ہے اور اہل بیت کے بھی ترانے ہوتے ہیں اِس کو اُس کے ساتھ کیا نسبت۔؟ لیکن گنگوہی صاحب ہیں کہ بغض،عناد و عدوات میں اس قدر بد مست ہیں کہ ان کو صرف روافض ہی نظر آتے ہیں اور کیوں نہ نظر آئیں کیونکہ یہ تبرا باز اس کے نزدیک اہل سنت سے خارج نہیں بلکہ اس کے فتوے سے اس کے سنی بھائی ہیں۔

پھر جناب گنگوہی صاحب بظاہر روافض کے خلاف لیکن حقیقت میں ان کو خوش کرنے کے لئے یہ فتوی صادر کرتے ہیں تاکہ اہل بیت کا ذکر صحیح روایات سے بھی نہ ہو اور نہ ہی صحابہ کا ذکر خیر ہو۔

خامساً: مشابہت کے لئے دیوبندی اصولوں سے ارادہ وقصد کا ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ دیوبندی اشرفعلی تھانوی لکھتا ہے:

حدیث شریف میں جو آیا ہے **فمن تشبہ بقوم فھو منھم**۔اس کی حکمت یہ ہے کہ اہل باطل سے امتیاز ہو مگر تشابہ جائز ہے اور تشبہ جائز نہیں تشابہ وہ ہے جو فطری ہو اور تشبہ وہ ہے جو قصد سے ہو۔

(یہی راز ہے) تشبہ بالکفار (کے مذموم ہونے کا کہ وہ) علامت ہے کفر اور کفار کی عظمت کی۔ کیونکہ بغیر اعتقادِ عظمت تشبہ نہیں ہو سکتا اور کفار کی عظمت کا اعتقاد ہے حرام۔(ارشادات حکیم الامت،ص ۱۰۵،ادارہ اسلامیات کراچی)

وہابی دیوبندی اشرفعلی کے اس حوالے سے معلوم ہوا کہ تشبہ میں قصد وارداہ کا ہونا ضروری ہے اور بغیر قصد وارادہ کے تشبہ نہیں ہوگا۔ اب وہابیہ اسمعیلیہ یہ ثابت کریں کہ اہل سنت ذکر شہادت میں روافض کے ساتھ تشبہ کے ارادہ سے کرتے ہیں۔ اگر وہابیہ اسمعیلیہ ثابت نہ کر سکیں اور ہمیں یقین ہے کہ ثابت نہیں کر سکیں گے تو اپنے کذاب گنگوہی پر چار حرف کریں جو اہل سنت پر تہمت باندھتا ہے اور ان کو روافض کے ساتھ ملاتا ہے۔

صرف اہل سنت کو ذکر شہادت کی محفل منع ہے دیوبندی کر سکتے ہیں؟

سادساً: ذکر شہادت کرنا صرف اور صرف اہل سنت کے لئے منع ہے اور گنگوہی جی کا فتوی صرف اور صرف صحیح العقیدہ اہل سنت کے لئے ہے بقیہ ان کے اپنے چاہنے و ماننے والے جو مرضی کریں وہ سب جائز بھی ہے کار ثواب بھی ہے اور اس میں مشابہتِ روافض بھی نہیں ہے۔

چنانچہ وہابی اسمعیلی اشرفعلی تھانوی صاحب بیان کرتے ہیں:

کانپور کے قیام کے زمانہ میں جب حضرت والا نے یہ دیکھا کہ اہل سنت والجماعت بھی اہل تشیع کی مجالس عزا میں جا جا کر شہادت کے واقعات سننے کے عادی ہو رہے ہیں تو حضرت والا نے محرم کے عشرہ اول میں روزانہ بالترتیب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے واقعات وفات بیان فرمانا شروع کر دیئے۔ تا کہ اس ہیئت میں اہل عزا کے ساتھ تشبہ نہ رہے، پھر تو ایسی دلچسپی بڑھی کہ شیعوں کی مجلسیں بھی پھیکی پڑ گئیں اور لوگ بجائے وہاں جانے کے یہاں آنے لگے اور نہ صرف سنی بلکہ شیعہ بھی کثرت سے آتے اور بہت متاثر ہوتے

یہاں تک کہ اول تینوں خلفاء کے واقعات وفات سنکر بھی خوب روئے لیکن جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت بیان فرمایا تو قصداً ایسے سیدھے سادے اور متین الفاظ استعمال فرمائے کہ باوجود نہایت دردانگیز واقعہ ہونے کے ایک آنسو بھی کسی کی آنکھ سے نہ نکلا۔ لوگ حیرت کرتے تھے حضرت والا اپنے اُن بیانات کے اندر لطیف پیرایہ میں اہل تشیع کے عقائد کا رد بھی فرماتے تھے لیکن ان کو ناگوار نہ ہوتا تھا بلکہ آ آ کر نہایت شوق سے سنتے تھے۔

(اشرف السوانح جدید ایڈیشن، جلد ا ص ۱۲۸، ۱۲۷، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اس اقتباس میں جتنے بھی جھوٹ بولے گئے ان سے قطع نظر کرتے ہوئے وہابیہ اسمعیلیہ سے صرف اتنا پوچھنا ہے کہ عشرہ محرم میں بالتخصیص اس طرح کی مجالس کرنا جائز ہیں اور ان میں روافض کے ساتھ مشابہت نہیں ہے۔ اگر کوئی محرم میں ذکر شہادت کی محفل کرے اور اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر خیر بھی کرے اہل بیت اطہار کا ذکر بھی کرے اور امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر بھی کرے تو یہ جائز ہے اور اس میں تشبہ بالروافض تو نہیں ہے۔؟ اگر یہ جائز ہے تو پھر گنگوہی جی حرام حرام کا راگ کیوں الاپ رہے ہیں اور اگر یہ حرام ہے تو تمہارے تھانوی صاحب بقول دیوبندی حرام کام کیوں کر رہے ہیں۔

محرم میں وعظ و نصیحت کی محافل بھی ناجائز ہیں دیوبندی فتوی

ہوسکتا ہے کہ کوئی وہابی دیوبندی یہاں وعظ و نصیحت کا راگ الاپے کہ جی تھانوی جی کی محافل وعظ و نصیحت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے جائز ہیں۔

اولاً: یہ تاویل خود دیوبندی اصولوں سے درست نہیں ہے بلکہ گنگوہی صاحب کی جہالت

پر خاموش مہر ہے کہ گنگوہی صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں تھا کہ یہ مجالس وعظ و نصیحت کی تاویل کے ساتھ درست ہو سکتیں ہیں لیکن اس کے باوجود بھی جناب دیوبند نے اس کو حرام لکھ مارا۔

ثانیاً: اس تاویل کا جنازہ خود دیوبندی مفتی نے نکال دیا۔

دیوبندی نجم الحسن امروہی لکھتا ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محرم الحرام کے پہلے عشرے میں وعظ و نصیحت کی مجالس کا انعقاد ختم قرآن اور ذکر شہادت کا بنیت ثواب اور اس کو ثواب پہنچانا کیا شریعت مطہرہ سے یہ چیزیں ثابت ہیں یا نہیں؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب: حامدا و مصلیا: مذکورہ چیزوں کی شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں بلکہ یہ ساری چیزیں روافض کی گھڑی ہوئی ہیں...... پس روزے کے ماسوا دس محرم میں دیگر چیزیں ممنوع اور بدعت کے زمرے میں شامل ہیں۔ نیز یہ روافض کے ساتھ تشبہ کی بنا پر بھی ناجائز ہے۔

(نجم الفتاوی، جلد اول، ص ۱۷۵، دار العلوم یاسین آباد کراچی)

اس دیوبندی کے نزدیک محرم الحرام میں وعظ و نصیحت کی مجالس کا انعقاد بھی روافض کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہے تو دیوبندی اشرفعلی تھانوی کی مجالس کا ثبوت وہابیہ کہاں سے لائیں گے۔؟ یقیناً وہابی دیوبندی اشرفعلی تھانوی نے دیوبندی اصولوں سے حرام کام کیا ہے اور دیوبندی اصولوں سے حرامی ہوا ہے۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی کتاب "سر الشہادتین" پڑھنا ناجائز ہے

دیوبندی فتویٰ

ہوسکتا ہے کوئی وہابی دیوبندی یہ کہے کہ تھانوی جی کی مجالس صحیح روایت کے ساتھ تھی لہٰذا تھانوی جی کی مجالس محرم میں بالتعیین و بالتخصیص کرنا جائز ہے تو اس کا جواب گنگوہی جی کے فتاوی میں پہلے سے موجود ہے کہ جنابِ دیوبند صحیحہ روایت سے بھی یہ ذکر کرنا ناجائز کہتے ہیں۔ اور پھر جہالت کی انتہا یہ کہ جناب دیوبند سے محرم الحرام میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کی کتاب "سر الشہادتین" پڑھنے کا سوال ہوا تو جناب دیوبند گنگوہی صاحب بغض، عناد و عداوت میں سیخ پا ہو کر جواب دیتے ہیں:

ایام محرم میں سر الشہادتین کا پڑھنا منع ہے حسب مشابہت مجالس روافض کے۔

(فتاوی رشیدیہ، ص ۱۳۰، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی)

سر الشہادتین میں صرف امام حسین کا ذکر نہیں بلکہ امام حسن کا ذکر بھی موجود ہے اور اس میں صرف شہادت کا ہی ذکر نہیں بلکہ فضائل و دیگر چیزوں کے ساتھ ساتھ کالوں یعنی شیعوں کا رد بھی ہے۔ اس کے باوجود بھی اس سے منع کرنا بغض و عداوت ہی ہے اور پھر تھانوی صاحب کے بارے میں تمام تاویلات کا جواب ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے گلے میں حرام کا پھندا بھی ڈالنا ہے۔

قارئین! ماقبل حوالوں سے معلوم ہوا کہ یہ سب تاویلات وہابیہ کے اپنے پیٹ کی ایجاد ہیں ورنہ دیوبندیوں کے امام گنگوہی کے نزدیک امام عالی مقام امام حسین کی شہادت کا ذکر مجالس میں کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

شاہ صاحب کا فیصلہ وہابیہ دیوبندیہ کو قبول نہیں ہے

ویسے تو وہابیہ دیوبندیہ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمیں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا قول قبول ہے۔اوران کا فیصلہ ہمارے نزدیک آخری ہوتا ہے۔لیکن یہ صرف عوام کو بیوقوف بنانے کے لئے ہے ورنہ وہابیہ دیوبندیہ شاہ صاحب کے فیصلہ ماننا تو دور کی بات دیکھتے بھی نہیں۔

چنانچہ دیوبندی سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

بلاشک دیوبندی حضرات کے لیے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخری حیثیت رکھتا ہے۔(اتمام البرھان،ص،۱۳۹،مکتبہ صفدریہ)

قارئین کرام! سرفراز گکھڑوی کا یہ حوالہ صرف ہاتھی کے دانت کی مثل ہے جو کھانے کے اور اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں وہابی دیوبندی نے لکھ تو دیا کہ شاہ صاحب کا فیصلہ آخری ہوتا ہے لیکن جب شاہ صاحب دیوبندیت کی وہابیت کو اپنے پاؤں کے نیچے روندتے ہیں تو آوازیں کہیں اور سے نکلتی ہیں اور شاہ صاحب کے فیصلے کو آخری ماننا تو دور کی بات وہابیت کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت و وقعت نہیں ہوتی۔آپ ماقبل کی گفتگو کو اپنے ذہن میں رکھیں میں شاہ صاحب ہی کا ایک فیصلہ آپ کو دکھاتا ہوں۔

چنانچہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

در تمام سال دو مجلس در خانه فقیر منعقد میشوند ذکر وفات شریف و مجلس شهادت حسنین رضی اللّٰہ عنه اول که مردم روز عاشور بایک دو روز پیش ازین قریب چار صد کس یا پنج صد کس بلکه هزار فراهم مے آیند درود و میخوانند بعدازان که فقیر مے آید مے نشیند ذکر فضائل حسنین که در حدیث شریف وارد

شده در بیان مے آید و آنچه در احادیث اخبار شهادت این بزرگان و تفصیل بعضے حالات و بد مآلی قاتلان ایشان وارد شده نیز مذکور مے شود باین تقریب بعضے شدائد که در جناب ایشان گذشته از روئے احادیث معتبره بیان کرده میشود درین ضمن بعضے مرثیه ها که از مردم غیر یعنے جن و پری حضرت ام سلمه و دیگر صحابه شنیده اند نیز مذکور میشود خوابهائے متوحش که حضرت ابن عباس و دیگر صحابه دیده اند و دلالت بر فرط حزن و اندوه روح مبارک جناب رسالتمآب صلی اللّٰه علیه واله وسلم میکنند مذکور میگردد بعد ازان ختم قرآن مجید و پنج آیت خوانده بر ما حضر فاتحه نموده می آید و درین بین اگر شخصے خوش الحان سلام میخواند یا مرثیه مشروع این اتفاق میشود ظاهر ست که درین بین اکثر حضار مجلس را درین فقیر را هم رقت و بکا لاحق میشود انسیت قدریکه بعمل می آید پس اگر این چیز ها نزد فقیر بهمین وضع که مذکور شد جائز نمے بود اقدام بران اصلا نمیکرد و بعد ازین آنچه امور دیگر نامشروع است حاجت بیان نمیدارد و بجز توفیق حسنات چه برنگارد والسلام

سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان میں منعقد ہوا کرتی ہیں مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے ایک دو دن قبل ہوتی ہے۔

چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں اور درود شریف پڑھتے ہیں اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں۔ اور فضائل حسنین رضی اللّٰہ عنہما کا ذکر جو حدیث میں وارد ہے بیان کیا جاتا ہے اور جو کچھ احادیث میں ان بزرگوں کی

شہادت کا ذکر ہے۔ اور روایات صحیحہ میں جو کچھ تفصیل بعض حالات کی ہے اور ان حضرات کے قاتلوں کی بدعنوانی کا بیان ہے وہ ذکر کیا جاتا ہے بعض تکلیفیں جو ان حضرات کو ہوئیں جو کہ روایات معتبرہ سے ثابت ہیں بیان کی جاتی ہیں۔

اور اس ضمن میں <u>بعض مرثیہ</u> جو جن و پری سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا و دیگر صحابی رضی اللہ عنہ نے سنا ہے وہ بھی ذکر کیا جاتا ہے اور خواب ہائے وحشت ناک ذکر کئے جاتے ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے دیکھے تھے کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ سے نہایت رنج و الم ہوا <u>پھر ختم قران حکیم کیا جاتا ہے۔ اور پنج آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود رہتی ہے اس پہ فاتحہ کیا جاتا ہے</u> اور اس اثناء میں اگر کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے۔ یا شرعی طور پر <u>مرثیہ</u> پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حضار مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت اور گریہ کی لاحق ہوجاتی ہے۔ اس قدر عمل میں آتا ہے <u>اگر یہ سب فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام کرتا</u> اور اس کے علاوہ اور امور دیگر خلاف شرع ہیں، ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں زیادہ کیا لکھے۔

(فتاوی عزیزی فارسی، جلد اول، ص ۱۰۴، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، مترجم وہابی، ص ۱۹۹، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

شاہ صاحب کے اس فتوے سے معلوم ہوگیا کہ خاص محرم میں بالتعیین و بالتخصیص مجلس ذکر شہادت حسین کرنا جائز ہے۔ ماقبل کے دیوبندی اصولوں سے ثابت ہوا کہ شاہ صاحب

کا فیصلہ ان کے نزدیک آخری ہوتا ہے تو مجالس ذکر شہادت ان کے نزدیک جائز ہوئیں اور گنگوہی صاحب کا فتوی گٹر برد۔ دیوبندی اگر گنگوہی کے فتوے کو بچاتے ہیں تو اپنے اصولوں سے کذاب ٹھہرتے ہیں اور اگر شاہ صاحب کا فیصلہ مانتے ہیں تو گنگوہی صاحب کا ٹھکانہ خودبخود دیوبندی اصولوں سے متعین ہوجاتا ہے۔ ہماری یہ ساری گفتگو دیوبندی اصولوں کے مطابق ہے۔

قارئین کرام! شاہ صاحب کے اس فتوے سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) شاہ صاحب نے نزدیک بالتعیین والتخصیص ذکر شہادت امام حسین کرنا جائز ہے۔جبکہ گنگوہی اس کو حرام کہتا ہے۔

(۲) اس مجلس میں ختم قرآن بھی ہوتا تھا جبکہ نجم الحسن دیوبندی اس کو ممنوع، بدعت اور روافض کا طریقہ کہتا ہے۔

(۳) اس مجلس میں کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ بھی ہوتی تھی اور یہ بھی وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ناجائز و بدعت ہے۔

(۴) اس میں مرثیے بھی پڑھے جاتے تھے جبکہ یہ بھی وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک ہندوؤں وغیرہ کا طریقہ ہے۔

(۵) شاہ صاحب آخر میں فیصلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں اگر میرے نزدیک جائز نہ ہوتا تو کیوں کرتا یعنی آپ کا ذکر شہادت کی مجلس کرنا آپ کے نزدیک جائز تھا اور اس میں کوئی روافض کے ساتھ مشابہت نہیں ہے۔

ہمارے قارئین دیوبندیوں سے پوچھیں کہ جب تمہارے نزدیک شاہ صاحب کا فیصلہ

حرفِ آخر ہے تو شاہ صاحب پر یہ فتوے کیوں۔؟ اور شاہ صاحب کے ان فیصلوں کو کیوں نہیں مانتے ؟

شہدائے کربلا کے ایصال ثواب کا شربت و پانی کی سبیل، حلیم وغیرہ حرام دیوبندی فتوی

قارئین کرام! ماقبل آپ نے گنگوہی کے لایعنی فتوے میں سے ذکر شہادت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے پڑھا اب میں آپ کو اس فتوے کے ایک اور حصہ کی حقیقت بھی بیان کر دیتے ہیں۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتا ہے:

محرم میں ذکر شہادت حسین کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔

(فتاوی رشیدیہ، ص ۱۲۶، ادارہ صدائے دیوبند، ص ۱۳۰، محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی)

مزید لکھتے ہیں:

شربت و حلیم سب بدعت ہیں اور رسم روافض ہے خواہ بدعقیدہ کرے خواہ خوش عقیدہ۔ بدعت خوش عقیدہ سے زیادہ معیوب ہے۔

(باقیات فتاوی رشیدیہ، ص ۸۵، دار الکتاب لاہور)

محرم الحرام میں ذکر امام عالی مقام کرنے کے حوالے سے گفتگو ہم نے ماقبل میں بیان کر دی ہے اب امام عالی مقام امام حسین کے ایصال ثواب کے لئے شربت و پانی کی سبیل لگانا

یا دودھ بانٹنا یا پھر کھچڑا وغیرہ پکانا کر تقسیم کرنے کے حوالے سے گفتگو کرتے ہیں۔

قارئین کرام! گنگوہی صاحب کی عبارت آپ نے پڑھ لی جس میں جنابِ دیوبند امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے یہ سب کام کرنے سے منع کر رہے ہیں ۔ بلکہ اگر کوئی ان کے نزدیک صحیح العقیدہ بھی ہو تو اس کے لئے بھی اس میں کوئی اچھی نیت نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے لئے بھی یہ ناجائز وحرام ہی ہے وجہ کیا ہے جی جناب یہ کام رافضی کرتے ہیں اس لئے کسی اور کو کرنا جائز نہیں ہے۔

اولاً: اگر کوئی دیوبندی یہ کام کرے تو وہ رافضیوں کی نقالی میں بالارادہ والقصد یہ کام کرے گا جبکہ ہم یہ روافض کی نقالی وتشبہ میں نہیں کرتے بلکہ اہل بیت اطہار وامام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ سے اپنی نسبت قائم کرنے اور ان کے ایصال ثواب کے لئے کرتے ہیں۔اور جو پابندیاں روافض کے ہاں ہیں وہ ہمارے ہاں نہیں ہیں۔لہٰذا دونوں میں بہت فرق ہے۔

ثانیاً: رافضی اگر کھاتا پیتا ہے تو کیا وہابیہ کھانا پینا چھوڑ دیں گے۔؟ ہوسکتا ہے کہ وہابی یہ کہے کہ جی یہ فطری چیز ہے اس میں تو مشابہت ہو ہی جاتی ہے۔تو ہم یہ کہتے ہیں اگر یہ فطری چیز ہے تو دوسری مثال دے دیتے ہیں جنابان دیوبند بھی نماز پڑھتے ہیں اور رافضی بھی نماز پڑھتے ہیں تو کیا وہابیہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں گے جو بھی جواب دیں پہلے دیوبندی شریعت کو دیکھ لیں یہ نہ ہو کہ پھر ذلت ورسوائی اٹھانی پڑے۔

ثالثاً: ہم ماقبل میں ایک حوالہ بیان کر چکے ہیں اور یہاں مزید بیان کر دیتے ہیں جب دیوبندی حیاتیوں پر اس طرح کا اعتراض ہوا تو انہوں نے کیا جواب دیا ہم اس کو بیان کر

دیتے ہیں اور وہابیہ دیوبندیہ سے کہتے ہیں کہ اپنے وہابی دیوبندی گروہ کو ہماری طرف سے یہی جواب دے دو اور ان کا منہ ہماری طرف سے بند کر دو۔

وہابی دیوبندی ابو احمد نور محمد تونسوی لکھتا ہے:

حیات و سماع کا عقیدہ شیعوں اور بریلویوں سے لیا گیا ہے: منکرین حیات قبر عقیدہ حیات و سماع کی اہمیت کو گھٹانے کے لئے ایک چال یہ بھی چلتے ہیں کہ یہ عقیدہ شیعوں اور بریلویوں سے لیا گیا ہے...... اگر کسی گمراہ انسان نے قرآن و حدیث کے کسی عقیدہ کو اپنا لیا ہے تو مسلمانوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس عقیدہ کو صرف اس لئے چھوڑ دیں کہ یہ نظریہ کسی گمراہ انسان نے اپنا لیا ہے شیعہ، بریلوی وغیرہ، کلمہ و قرآن پڑھتے ہیں کیا مسلمانوں کو اس لئے قرآن و کلمہ چھوڑ دینا چاہیے کہ اس کو شیعہ اور بریلوی اپنا رہے ہیں۔ شیعہ اور بریلوی وغیرہ وضو، غسل اور نماز روزہ کرتے ہیں تو کیا مسلمانوں کو یہ اعمال چھوڑ دینے چاہئے کہ شیعہ اور بریلوی کرتے ہیں شیعہ و بریلوی صدقہ و خیرات کرتے ہیں حج و عمرہ کرتے ہیں تو کیا ہمیں ان کو چھوڑ دینا چاہیے شیعہ بریلوی نبیوں فرشتوں اور آل بیت کو مانتے ہیں تو کیا صرف اسی وجہ سے ہم نبیوں، فرشتوں اور آل بیت کو چھوڑ دیں گے؟ نہیں، نہیں ہرگز نہیں۔" (منکرین حیات کی خوفناک چالیں، ص ۵۵، ۵۴، مکتبۃ الجنید کراچی)

ہم یہ کہتے ہیں کہ گنگوہی صاحب کے چاہنے والے اپنے اس دیوبندی کی بات مانتے ہوئے ان سب چیزوں کے حرام و ناجائز ہونے کا فتوی صادر کر کے گنگوہی صاحب کی جہالت دور کر دیں ورنہ بیچارہ ہمیشہ ہمیشہ گمراہی کی وادیوں میں حیران و پریشان گھومتا

رہے گا۔ بحمد اللہ ہم جس ارادے و نیت کے ساتھ امام عالی مقام امام حسین و شہدائے کربلا کی سبیل وغیرہ لگاتے اور نذر و نیاز کرتے ہیں شیعہ اس سے کوسوں دور ہیں لہذا مسلمانوں کو ان کے ساتھ ملانے والے اور اس کار خیر سے روکنے سے پہلے دیوبندیوں کو اپنے اس دیوبندی کی باتوں کا جواب دینا ہوگا اور دیوبندی جو بھی اس کو جواب دیں گے ہماری طرف سے بھی قبول کرلیں۔

وہابی دیوبندی سرفراز گکھڑوی لکھتا ہے:

اگر بعض باطل فرقے بھی اعادۂ روح الجسد کی وجہ سے اہل حق کی طرح حیات تسلیم کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حیات کے دلائل اتنے قوی مضبوط اور صحیح ہیں کہ باطل فرقے بھی اس کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں پاتے اور اہل حق کی ہمنوائی پر مجبور ہیں نہ یہ کہ اہل حق نے باطل فرقوں کا نظریہ اپنایا ہے۔

(المسلک المنصور فی رد الکتاب المسطور، ص ۴۰، مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

ہم بھی وہابیہ کو یہی جواب دیتے ہیں کہ:

اگر بعض باطل فرقے بھی ذکر شہادت امام عالی مقام کرتے اور شربت و پانی کی سبیل لگاتے یا کھچڑا بناتے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کے دلائل اتنے قوی مضبوط اور صحیح ہیں کہ باطل فرقے بھی اس کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں پاتے اور اہل حق کی ہمنوائی پر مجبور ہیں نہ یہ کہ اہل حق نے باطل فرقوں کا نظریہ اپنایا ہے۔

اب وہابی دیوبندی اسی آئینہ میں اپنا مکروہ چہرہ دیکھ لے اور اپنی مکروہ حرکات سے باز آئے۔

رابعاً: شربت، پانی کی سبیل و کھچڑا وغیرہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ شہید ہونے والے شہدا کے ایصال ثواب کے لئے ہوتا ہے اور امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کا کھانا بابرکت ہوتا ہے اور اس بابرکت کھانے سے وہابی دیوبندی ہی روک سکتا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

طعامیکه ثواب آن نیاز حضرت امامین نمانید و بر آن فاتحه و قل درود خواندن بتبرک میشور خوردن بسیار خوب است۔

جس کھانے کا ثواب حضرات امامین کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ وقل دورود پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہوجاتا ہے، اس کا کھانا بہت خوب ہے۔

(فتاویٰ عزیزی فارسی، ص ۷۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، مترجم دیوبندی ص، ۱۸۹، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

نوٹ: دیوبندی ترجمہ میں نیاز کا لفظ ہضم کر گیا ہے کیوں۔؟

وہابیہ دیوبندیہ کے نزدیک جن کا فیصلہ آخری وحتمی ہوتا ہے انہوں نے بھی فرمادیا کہ امام حسین کے ایصال ثواب کی نیاز (شربت، پانی کی سبیل، کھچڑا یا کوئی اور کھانا) متبرک کھانا ہوتا ہے جس کا کھانا بہت اچھا ہے۔ لیکن وہابیہ دیوبندیہ کی وہابیت دیکھیں کہ اس کھانے کو ناجائز وحرام کہتے ہیں جو متبرک ہے۔

خامساً: ہوسکتا ہے کہ کوئی دیوبندی یہ کہے کہ امام عالی مقام وشہدا کے ایصال ثواب کے لئے شربت و پانی کی سبیل لگانا وغیرہ یہ نذر و نیاز ہے اس وجہ سے جائز وحرام ہے۔

اس کا جواب بھی ہم اپنی طرف سے دینے کے بجائے وہابیہ دیوبندیہ جن کے فیصلہ کو آخری مانتے ہیں انہی سے دلا دیتے ہیں۔

حضرت امیر و ذریۃ طاہرہ در تمام امت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

اور یہی راز ہے کہ جناب امیر اور آپ کی ذریت کرام رضی اللہ عنہم کو پوری امت پیروں، مرشدوں کی طرح مانتی اور عقیدت رکھتی ہے اور دنیا کے کاموں کو ان سے وابستہ سمجھتی ہے اور فاتحہ و درود و نذر و منت ان کے نام سے اسی طرح رائج ہیں جس طرح پیروں اور مرشدوں اور دیگر اولیاء اللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔

(تحفہ اثناء عشریہ فارسی، ص ۲۱۴ سہیل اکیڈیمی لاہور، مترجم دیوبندی، ص ۴۳۳ ،دارالاشاعت کراچی)

شاہ صاحب کے اس فیصلے کو بھی وہابیہ دیوبندیہ مانیں گے اور حضرت علی المرتضیٰ اور آپ کی اولاد کی نذر، نیاز و منت کریں گے اور اس پر گنگوہی کی طرح فتویٰ نہیں لگائیں گے بلکہ شاہ صاحب کا فیصلہ مانتے ہوئے گنگوہی جی کے اس فتوے کا رد کریں گے۔

شاہ صاحب نے یہاں صرف اہل بیت کے افراد کے لئے نذر و نیاز کو جائز قرار نہیں دیا بلکہ دیگر اولیاء اللہ کے لئے بھی اس کے جواز کا ارشاد ہی نہیں فرمایا بلکہ فرمایا کہ یہ رائج ہے۔ اور یہ نذر و نیاز کرنے والے کوئی دو چار افراد نہیں بلکہ پوری امت اس کو کرتی ہوئی آئی ہے۔لیکن وہابیہ دیوبندیہ نے اس امت سے الگ راستہ اختیار کیا اور نذر عرفی کو بھی ناجائز و

حرام اور نہ جانے کیا کیا کہا۔

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے اہل سنت کے بغض، عناد و عداوت میں حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی نذر و نیاز کے ناجائز و حرام ہونے کا فتوی دیا تھا تو شاہ صاحب کے بقول گویا کہ یہ فتوی پوری امت کے خلاف ہے اور امت پر ناجائز و حرام کام کے کرنے کا حکم لگانا ہے۔ کیونکہ پوری امت یہ کام کرتے آئی ہے اور امت میں اہل بیت کی نذر و نیاز رائج ہے۔

قارئین! آپ توجہ فرمائیں کہ دیوبندیہ کو درد ہے اہل سنت سے لیکن ان کے فتووں کی مار ہے تمام امت پر۔ دیکھیں اور سوچیں کہ انہوں نے اہل بیت اطہار کے ایصال ثواب سے منع تو کیا ہی لیکن امت پر بھی فتوی لگا دیا۔

نوٹ: نذر و نیاز اور وما اہل بہ لغیر اللہ کی تفصیل کے لئے ہماری کتاب "حنفیت کے باغی دیوبندی وہابی"، جلد اول و دوم کا مطالعہ کریں۔

ناصبیت اور دیوبندیت (قسط اول)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

محمد ممتاز تیمور حفظہ اللہ

قارئین کرام! علمائے دیوبند کا ایک بہت بڑا طبقہ ناصبیت زدہ ہے، مگر اس حقیقت سے کچھ لوگ انکاری ہیں، ہم خود علمائے دیوبند کے قلم سے ہی اس حقیقت کا اظہار رقم کرتے ہیں۔ قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:

یزیدیت اور خارجیت کی یہ تحریک اس لئے بھی خطرناک ہے کہ یہ لوگ سنی اور دیوبندی بن کر کام کر رہے ہیں...... اس غلط فہمی کی وجہ سے بعض دیوبندی مسلک کے تعلیم یافتہ افراد بھی اس فتنہ کا شکار ہو رہے ہیں۔

(شہادت امام حسین و کردار یزید ص 17)

عبدالجبار سلفی لکھتے ہیں:

اس طرح یزید کی ترجمانی کرنے والا طبقہ یا مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھتا ہے یا پھر وہ لوگ دیوبندی مسلک میں پائے جاتے ہیں (دفاع حضرت حسین ص 45)

ایسے ہی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

جب ملتان سے مولانا عطاء المنعم شاہ بخاری رحمہ اللہ کو یزید کی فکر کھائے جاری تھی۔ تو انہی دنوں ان کے برادر نسبتی عبدالمنان شاہد صاحب کبھی شیعوں سے پیسے لے کر صحابہ کے خلاف کتابیں لکھ رہے تھے۔

(دفاع حضرت حسین ص 24، طبع اول، 2014، ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ لاہور)

ایسے ہی قاضی مظہر صاحب **سعید الرحمٰن علوی** کے متعلق لکھتے ہیں:

خدام الدین لاہور میں مولانا سعید الرحمٰن علوی نے جو تبصرہ لکھا تھا اس کا جواب کشف خارجیت میں دے دیا ہے۔اب تو وہ خدام الدین سے علیحدہ ہو چکے ہیں ۔علوی صاحب بھی آپ کی طرح حامی یزید ہیں۔

(ماہنامہ حق چار یار، جلد 3 شمارہ 1 / 2، اگست/ستمبر 1990ء ص 35)

نیز لکھا:

مولوی سعید الرحمٰن صاحب علوی دراصل پاکستان کے موجودہ یزیدی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔انہوں نے خدام الدین میں کراچی کی جس سنی کونسل کا تعارف کرایا ہے۔یہ اسی یزیدی گروہ کی کونسل ہے۔

(کشف خارجیت ص 67، طبع دوم، 2014، ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ لاہور)

نیز لکھا:

علوی صاحب میرے سامنے جہلم میں حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی زید فضلہم سے بیعت ہوئے تھے۔تعجب ہے کہ سلسلہ چشتیہ مدنیہ دیوبندیہ میں داخل ہوکر بھی آپ حامی یزید ہیں۔

(کشف خارجیت ص 68، طبع دوم، 2014، ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ لاہور)

عبدالجبار سلفی لکھتے ہیں:

مولانا **محمد اسحاق سندیلوی** بھی محقق عالم تھے، بھارت سے ہجرت کر کے کراچی آئے، اور جامعہ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں شعبہ دعوت وارشاد کے صدر مقرر ہوئے۔ولادت ووفات کی تواریخ معلوم نہ ہوسکیں۔۔مولانا سندیلوی مرحوم بھی

عباسی نظریات سے متاثر ہو گئے تھے۔(خارجی فتنہ ج 1 ص 17)
کچھ لوگ اسحاق صاحب کا انکار کرتے ہیں، جب کہ وہ معتبر دیوبندی عالم تھے، چنانچہ دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:

ملک کے ممتاز عالم دین اور محقق حضرت مولانا محمد اسحاق سندیلویؒ گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وہ ایک عرصہ تک ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ساتھ منسلک رہے پھر کراچی آ گئے اور حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے علمی رفقاء میں شامل ہو گئے۔ محقق عالم تھے، تاریخ پر گہری نظر تھی، اور تمام زندگی تدریسی اور تحقیقی سرگرمیوں میں مصروف رہے۔ ان کی متعدد تصانیف منظر عام پر آ چکی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں عفو و درگزر سے نوازے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔(ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ، نومبر ۱۹۹۵ء)

مولانا ڈاکٹر محمد اسجد قاسمی ندوی صاحب لکھتے ہیں:

حضرت مولانا علی میاںؒ اور مولانا نعمانیؒ کی رفاقت کی داستان بہت طویل ہے، اس پر مستقل کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ یہ چند مشاہیر اہل علم اور معاصر احباب کا ذکر جمیل ہے، معاصرین کی فہرست تو بہت طویل ہے، اس صف میں اور بھی قد آور علماء اور مفکرین ہیں، جن کا ذکر اختصار کے پیش نظر نہیں آ سکا ہے، ان میں مولانا محمد اویس ندوی نگرامی، مولانا سید ابوبکر غزنوی، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ، ....مولانا محمد اسحٰق سندیلوی، سید صباح الدین، عبدالرحمن، علامہ یوسف بنوریؒ اور مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی رحمہم اللہ سرفہرست ہیں۔ ان سب سے مولانا کا بڑا گہرا ربط تھا، ان

حضرات کو بھی مولانا سے بے حد تعلق ومحبت تھی، اتنے سارے اصحابِ کمال کا مولانا سے ربط خود مولانا کا امتیاز ہے، جو بہت کم افراد کو میسر آتا ہے۔
(مفکر اسلام، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صفحہ نمبر 155)

کتاب رشید ابن رشید

قارئین! ابو یزید بٹ نامی ایک مصنف نے یزید کی مداح میں ایک کتاب رشید ابن رشید لکھی، اس نے مختلف علما کو یزید کے متعلق ایک خط بھیجا اور اس کے جوابات کو کتاب کے ساتھ شائع کر دیا، ان خطوط نے علمائے دیوبند کے اندر چھپی یزیدیت کو عیاں کر دیا تھا، لیکن تقیہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ یہ خطوط ہی جعلی ہیں، اس لئے ہم اس تاویل کی حقیقت بھی اپنے ناظرین پر عیاں کئے دیتے ہیں۔ رشید ابن رشید کے متعلق قاضی مظہر حسین لکھتا ہے:

بٹ صاحب نے اس کتاب کے ص 338 پر ایک سوالنامہ شایع کیا ہے جو انہوں نے علماء کے پاس جواب کے لئے بھیجا تھا۔ اور علماء نے ان کے جو جوابات دیئے وہ بٹ صاحب نے کتاب کے آخر میں شائع کر دیئے ہیں۔ لیکن ناواقف آدمی اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ شاید ان علماء نے ساری کتاب پڑھ کر اپنی تقریظ لکھی ہے۔ ان علماء میں علامہ شمس الحق افغانی اور حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کے جوابات بھی ہیں (خارجی فتنہ ج 1 ص 108)

عبدالجبار سلفی رشید ابن رشید کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

کتاب میں مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمہ اللہ اور مولانا عبدالستار تونسوی کے خطوط بھی شائع ہوئے جن سے بظاہر یزید کی تعریف کا پہلو نکلتا تھا، چنانچہ سنی

حلقوں میں ایک اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی۔

(دفاع حضرت حسین ص 20، طبع اول ,2014, ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ لاہور)

یہی سلفی صاحب مزید رقم طراز ہیں:

انہوں نے اپنی کتاب رشید ابن رشید کا وہ حصہ جو حضرت معاویہ کے مناقب پر مشتمل تھا، تنظیم اہل سنت کے بعض بزرگوں کو ارسال کر کے اس پر تقریظیں لکھوا لیں۔ (مجلہ صفدر، علامہ ڈاکٹر خالد محمود نمبر، جلد اول باب نمبر 5 صفحہ نمبر 308)

نور الحسن بخاری صاحب کا وہ خط اور تجزیہ پیش خدمت ہے، وہ لکھتے ہیں:

بٹ صاحب نے چھبیس علماء کرام کے جوابات ان سے اجازت لیے بغیر اپنی کتاب میں شائع کر دیئے، ان میں ایک جواب میرا بھی ہے۔ بٹ صاحب نے ان جوابات کو علماء کرام کی اجازت کے بغیر تو شائع کر دیا مگر خیانت نہیں کی اور دیانت داری سے لکھ دیا کہ علما کی یہ تحریریں میرے مکتوب کے جواب میں ہیں۔ انہوں نے اپنا وہ مکتوب بھی ان جوابات کے شروع میں نقل کر دیا ہے۔ بٹ صاحب نے محض لوہے کا دو کاندار ہو کر تو دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

(ہفت روزہ خدام الدین لاہور 27 اگست، 1975 بحوالہ دفاع حسین ص 24، طبع اول 2014, ادارہ مظہر التحقیق، ملتان روڈ لاہور)

جاری ہے............